

احیاء المیت بفنائل اہل الیت [ع]

(فنائل اہلیت [ع] احیاء میت)

علامہ شیخ جلال الدین سیوطی [۱۱۹-۸۴۹ھ]

تصحیح و حاشیہ: شیخ محمد کاظم فتلاوی شیخ محمد سعید طریقی

ترجمہ و مقدمہ: محمد فیروز خان ہندی لکھنؤ پوری

مجمع جهانی اہل الیت علیہم السلام

جب آفتاب عالم تاب افق پر نمودار ہوتا ہے کائنات کی ہر چیز اپنی صلاحیت و ظرفیت کے مطابق اس سے فیضیاب ہوتی ہے حتیٰ ننھے ننھے پودے اس کی کرنوں سے سبزی حاصل کرتے اور غنچے و کلیاں رنگ و نکھار پیدا کر لیتی ہیں تاریکیاں کافور اور کوچہ و راہ اجالوں سے پر نور ہو جاتے ہیں، چنانچہ متمدن دنیا سے دور عرب کی سنگلاخ وادیوں میں قدرت کی فیاضیوں سے جس وقت اسلام کا سورج طلوع ہوا، دنیا کی ہر فرد اور ہر قوم نے قوت و قابلیت کے اعتبار سے فیض اٹھایا۔

اسلام کے مبلغ و موسس سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ غار حراء سے مشعل حق لے کر آئے اور علم و آگہی کی پیاسی اس دنیا کو چشمہ حق و حقیقت سے سیراب کر دیا، آپ کے تمام الہی پیغامات ایک ایک عقیدہ اور ایک ایک عمل فطرت انسانی سے ہم آہنگ ارتقائے بشریت کی ضرورت تھا، اس لئے ۲۳ برس کے مختصر عرصے میں ہی اسلام کی عالمتاب شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں اور اس وقت دنیا پر حکمران ایران و روم کی قدیم تہذیبیں اسلامی قدروں کے سامنے ماند پڑ گئیں، وہ تہذیبی اصنام جو صرف دیکھنے میں اچھے لگتے ہیں اگر حرکت و عمل سے عاری ہوں اور انسانیت کو سمت دینے کا حوصلہ، ولولہ اور شعور نہ رکھتے تو مذہب عقل و آگہی سے روہرو ہونے کی توانائی کھودیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ایک چوتھائی صدی سے بھی کم مدت میں اسلام نے تمام ادیان و مذاہب اور تہذیب و روایات پر غلبہ حاصل کر لیا۔

اگرچہ رسول اسلام ﷺ کی یہ گراں بہا میراث کہ جس کی اہل بیت علیہم السلام اور ان کے پیرووں نے خود کو طوفانی خطرات سے گزار کر حفاظت و پاسبانی کی ہے، وقت کے ہاتھوں خود فرزند ان اسلام کی بے توجہی اور ناقدری کے سبب ایک طویل عرصے کے لئے تنگناہیوں کا شکار ہو کر اپنی عمومی افادیت کو عام کرنے سے محروم کر دی گئی تھی، پھر بھی حکومت و سیاست کے عتاب کی پروا کئے بغیر مکتب اہل بیت علیہم السلام نے اپنا چشمہ فیض جاری رکھا اور چودہ سو سال کے عرصے میں بہت سے ایسے جلیل القدر علماء و دانشور دنیائے اسلام کو تقدیم کئے جنہوں نے بیرونی افکار و نظریات سے متاثر اسلام و قرآن مخالف فکری و نظری موجوں کی زد پر اپنی حق آگاہی تحریروں اور تقریروں سے مکتب اسلام کی پشپناہی کی ہے اور ہر دور اور ہر زمانے میں ہر قسم کے شکوک و شبہات

کا ازالہ کیا ہے، خاص طور پر عصر حاضر میں اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد ساری دنیا کی نگاہیں ایک بار پھر اسلام و قرآن اور مکتب اہل بیت علیہم السلام کی طرف اٹھی اور گڑی ہوئی ہیں، دشمنان اسلام اس فکری و معنوی قوت و اقتدار کو توڑنے کے لئے اور دوستداران اسلام اس مذہبی اور ثقافتی موج کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑنے اور کامیاب و کامراں زندگی حاصل کرنے کے لئے بے چین و بے تاب ہیں یہ زمانہ علمی اور فکری مقابلے کا زمانہ ہے اور جو مکتب بھی تبلیغ اور نشر و اشاعت کے بہتر طریقوں سے فائدہ اٹھا کر انسانی عقل و شعور کو جذب کرنے والے افکار و نظریات دنیا تک پہنچائے گا، وہ اس میدان میں آگے نکل جائے گا۔

(عالمی اہل بیت کونسل) مجمع جهانی بیت علیہم السلام نے بھی مسلمانوں خاص طور پر اہل بیت عصمت و طہارت کے پیروں کے درمیان ہم فکری و یکجہتی کو فروغ دینا وقت کی ایک اہم ضرورت قرار دیتے ہوئے اس راہ میں قدم اٹھایا ہے کہ اس نورانی تحریک میں حصہ لے کر بہتر انداز سے اپنا فریضہ ادا کرے، تاکہ موجودہ دنیائے بشریت جو قرآن و عترت کے صاف و شفاف معارف کی پیاسی ہے زیادہ سے زیادہ عشق و معنویت سے سرشار اسلام کے اس مکتب عرفان و ولایت سے سیراب ہو سکے، ہمیں یقین ہے عقل و خرد پر استوار ماہرانہ انداز میں اگر اہل بیت عصمت و طہارت کی ثقافت کو عام کیا جائے اور حریت و بیداری کے علمبردار خاندان نبوت و رسالت کی جاوداں میراث اپنے صحیح خدو خال میں دنیا تک پہنچادی جائے تو اخلاق و انسانیت کے دشمن، انسانیت کے ٹھکار، سامراجی خوں خواروں کی نام نہاد تہذیب و ثقافت اور عصر حاضر کی ترقی یافتہ جہالت سے بھکی ماندی آدمیت کو امن و نجات کی دعوتوں کے ذریعہ امام عصر (عج) کی عالمی حکومت کے استقبال کے لئے تیار کیا جاسکتا ہے۔

ہم اس راہ میں تمام علمی و تحقیقی کوششوں کے لئے محققین و مصنفین کے شکر گزار ہیں اور خود کو مؤلفین و مترجمین کا ادنیٰ خدمتگار تصور کرتے ہیں، زیر نظر کتاب مکتب اہل بیت علیہم السلام کی ترویج و اشاعت کے اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، اہل سنت و الجماعت کے جلیل القدر عالم دین علامہ جلال الدین سیوطی کی گرانقدر کتاب ”احیاء المیت بنضال اہل الیت“، جس فاضل جلیل عالیشان مولانا محمد فیروز خان لکھیم پوری ہندی نے اردو زبان میں اپنے ترجمہ و مقدمہ سے آراستہ کیا ہے جس کے لئے ہم دونوں کے

شکر گزار ہیں اور مزید توفیقات کے آرزو مند ہیں، اسی منزل میں ہم اپنے تمام دوستوں اور معاونین کا بھی صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جنہوں نے اس کتاب کے منظر عام تک آنے میں کسی بھی عنوان سے زحمت اٹھائی ہے، خدا کرے کہ ثقافتی میدان میں یہ ادنیٰ جہادِ رضائے مولیٰ کا باعث قرار پائے۔

والسلام مع الاکرام

مدیر امور ثقافت، مجمع جهانی اہل بیت [ص]

فہرست مطالب

۱۰.....	مقدمہ:
۱۹.....	متون احادیث کی تفہیم
۲۳.....	نتیجہ:
۴۱.....	پہلی حدیث:
۴۱.....	دوسری حدیث:
۴۳.....	تیسری حدیث:
۴۴.....	چوتھی حدیث:
۴۵.....	پانچویں حدیث:
۴۶.....	چھٹی حدیث:
۴۷.....	ساتویں حدیث:
۴۸.....	آٹھویں حدیث:
۴۸.....	نویں حدیث:
۴۹.....	دسویں حدیث:

- گیارہویں حدیث: ۵۰
- بارہویں حدیث: ۵۱
- تیرہویں حدیث: ۵۱
- چودھویں حدیث: ۵۲
- پندرہویں حدیث: ۵۲
- سولہویں حدیث: ۵۳
- سترہویں حدیث: ۵۴
- اٹھارہویں حدیث: ۵۴
- انیسویں حدیث: ۵۵
- بیسویں حدیث: ۵۶
- اکیسویں حدیث: ۵۶
- بائیسویں حدیث: ۵۷
- تیسویں حدیث: ۵۸
- چوبیسویں حدیث: ۵۸
- پچیسویں حدیث: ۵۹

۵۹.....چھیویں حدیث:

۶۰.....ستائویں حدیث:

۶۱.....اٹھائویں حدیث:

۶۱.....انیتویں حدیث:

۶۲.....تیسویں حدیث:

۶۲.....اکتیسویں حدیث:

۶۳.....بیسویں حدیث:

۶۳.....تینتیسویں حدیث:

۶۴.....چونتیسویں حدیث:

۶۴.....پینتیسویں حدیث:

۶۵.....چھتیسویں حدیث:

۶۵.....سینتیسویں حدیث:

۶۶.....اڑتیسویں حدیث:

۶۶.....اتالیسویں حدیث:

۶۷.....چالیسویں حدیث:

اکتالیسویں حدیث: ۶۷

بیالیسویں حدیث: ۶۸

تینتالیسویں حدیث: ۶۸

چوالیسویں حدیث: ۶۹

پینتالیسویں حدیث: ۷۰

چھیالیسویں حدیث: ۷۰

سینتالیسویں حدیث: ۷۱

اڑتالیسویں حدیث: ۷۱

انچاسویں حدیث: ۷۲

پچاسویں حدیث: ۷۲

اکیاونویں حدیث: ۷۳

باونویں حدیث: ۷۳

ترپنویں حدیث: ۷۴

چونویں حدیث: ۷۴

پچنویں حدیث: ۷۵

چھپنویں حدیث: ۷۵

ستاونویں حدیث: ۷۶

اٹھاونویں حدیث: ۷۷

انٹھویں حدیث: ۷۸

ساتھویں حدیث: ۷۹

کتاب کے مدارک و مآخذ ۸۰

مقدمہ:

۱۔ کچھ اس رسالہ کے بارے میں الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ سیدنا رسول اللہ (ص) وآلہ الامناء واللعنة الدائمة علی اعدائهم و منکرہی فضاہلہم من الآن الی یوم لقاء اللہ، وبعد: نُسْرُ ان تقدم الی القراء الکرام اثر انفسنا وکثر اثمینا فی فضائل اہل الیت (وان کان فضاہلہم لا تعد ولا تحصى کما شہدت بہ اعدائهم والفضل ما شہدت بہ الاعداء) اما بعد: مفاد حدیث ثقلین^۱ کے مطابق نبی اکرم ﷺ نے اسلامی امت کی راہنمائی کیلئے دو گرانقدر ہیمیزیں چھوڑیں: قرآن اور اہل یت،

اگر مسلمانوں نے ان دونوں سے تاقیامت تمک برقرار رکھا تو ہدایت یافتہ، اور اگر ان میں سے کسی ایک کو بھی چھوڑ دیا تو پھر گمراہی اور ضلالت کے علاوہ کچھ نصیب نہ ہوگا، لہذا حدیث کی رو سے تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ ایسی راہ اختیار کریں جو قرآن و اہل یت پر منتہی ہوتی ہو،

یہی وجہ ہے کہ اس حدیث کے مد نظر مسلمانوں کا ہر فرقہ اس بات کی کوشش کرتا ہے کہ وہ اس بات کو ظاہر کرے کہ ہم ہی نبی کی مذکورہ حدیث پر عمل پیرا ہیں، اگر قرآن کی بات آتی ہے تو اپنے کو اہل قرآن بتاتا ہے اور اہل یت کی بات آتی ہے تو ہر ایک کو اس بات کا یقین کرانے کی کوشش کرتا ہے کہ ہم ہی اہل یت کے صحیح چاہنے والے ہیں، لیکن حقیقت کیا ہے؟ اس کو وہی سمجھ سکتا ہے جو بصیرت اور انصاف کے ساتھ تمام ان فرق و مذاہب کا تقابلی مطالعہ کرے جو اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں، اس وقت حقیقت اس کے سامنے عیاں ہو جائے گی۔

چنانچہ مسلمانوں کے مختلف فرق و مذاہب کے علماء نے اس بات کو ثابت کرنے کیلئے کہ ہمارا فرقہ ہی قرآن کے ساتھ اہل یت کو مانتا ہے، اہل یت کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے تاکہ ثابت کر سکیں کہ ہم اہل یت سے دور نہیں ہیں، ان میں امام احمد بن حنبل

^۱ حدیث ثقلین وہ حدیث ہے جو علمائے اسلام کے نزدیک تواتر کی حد تک پہنچی ہوئی ہے، یہاں تک اہل سنت کی مشہور و صحیح کتاب صحیح مسلم“ میں بھی زید بن ارقم سے نقل کی گئی ہے، خود علامہ جلال الدین سیوطی نے اس کتاب میں اس کی جانب اشارہ کیا ہے، جس کی تکمیل اسی کتاب کے حاشیہ میں کردی گئی ہے

اور نسائی قابل ذکر میں جنہوں نے اہل بیت کے فضائل میں ”المناقب“ نامی کتابیں لکھیں، اسی طرح شیخ ابی الحسن علی بن ابی الرحمن، ابی علی محمد بن محمد بن عبید اللہ اور شیخ علی بن مؤدب بن شاکر کی کتابیں ”فضائل اہل بیت [ع]“ میں، اسی طرح ابی نعیم کی کتاب ”نزل القرآن فی مناقب اہل الیت [ع]“، یاجعینی حموی کی ”فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والزہراء والبطین“، نیز دار قطنی کی کتاب ”مسند زہراء“، یا ”مناقب خوارزمی“ مناقب مغازی، جواہر العقیدین سمودی، تذکرۃ النحواص علامہ بط ابن جوزی، الفصول لمہمہ، ابن صباغ مالکی، ذخائر العقبی، محب الدین طبری، نور الابصار، شبلنجی، منابع المودۃ، حافظ سلیمان ابن قندوزی، گوکب درمی، ملا صالح کشمی اور امام جلال الدین سیوطی۔۔۔ وغیرہ خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں جنہوں نے اہل بیت کے فضائل سے متعدد صفحات کو مزین فرما کر محبت اہل بیت کا ثبوت پیش کرنے کی کوشش کی،

ان کے علاوہ بہت سے علمائے اہل سنت ایسے ہیں جنہوں نے خصوصیت سے اس موضوع پر کتاب نہیں لکھی ہے لیکن اپنی کتابوں کے اندر دوسرے مباحث کے ساتھ فضائل اہل بیت کو نقل کیا ہے، مثلاً صواعق محرقة، ابن حجر عسقلانی، مجمع الزوائد، بیہقی، اور طبرانی کی تینوں کتابیں ”المعجم“، اسی طرح مناوی کی کتاب ”کنوز الدقائق“ اور دیگر کتابیں ان سب کتابوں میں اہل بیت کے فضائل نقل کئے گئے ہیں۔

قارئین کرام! زیر نظر کتاب ”احیاء الیت بفضائل اہل بیت“، بھی اسی کوشش کا ایک سلسلہ ہے، کہنے کا مطلب یہ ہے کہ امام اہل سنت علامہ جلال الدین سیوطی نے اس کتاب کو لکھ کر پہل نہیں کی ہے بلکہ ان سے پہلے بھی علمائے اہل سنت اس موضوع سے متعلق متعدد کتابیں لکھتے آئے ہیں، جن سے آج بھی اسلامی کتب خانے پر ہیں، البتہ اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں علامہ موصوف نے اپنے ذوق کے مطابق اہل بیت کے فضائل سے متعلق ۶۰ احادیث جمع کی ہیں، اور اس کتاب میں ان مدارک اور مآخذ پر اعتماد کیا ہے جو اہل سنت کے یہاں معتبر اور اصح مدارک مانے جاتے ہیں منجملہ :

صاح ستہ اور سنن سعید بن منصور، اسی طرح ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور محمد بن جریر طبری کی کتب تفسیر اور طبرانی کی معجم کبیر و معجم اوسط و نیز عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ اور مسدد وغیرہ کی کتابیں یا ابن عدی کی الکلیل اور ابن جان کی صحیح و بیہقی کی شعب الایمان، حکیم ترمذی کی نوادر الاصول، خلاصہ یہ کہ تاریخ ابن عساکر، تاریخ بخاری، تاریخ بغداد خلیب، افراد دیلمی، حلیۃ الاولیاء ابو نعیم اور تاریخ حاکم، ان سب کتابوں میں اہل بیت کے فضائل نقل ہوئے ہیں،

بہر کیف اگرچہ علامہ کی یہ کتاب حجم کے لحاظ سے ایک کتابچہ ہے لیکن مدرک اور منابع کے لحاظ سے بہت اہمیت رکھتی ہے، البتہ اس کی بیسویں حدیث میں عمر ابن خطاب کے ساتھ بنت علیؓ کی تزویج کا جو بیان آیا ہے وہ جزء حدیث نہ ہونے کی وجہ سے قابل قبول نہیں ہے، کیونکہ اسے علمائے اہل تشیع اور محققین اہل سنت نے رد کیا ہے، بہر حال علامہ جلال الدین سیوطی کا یہ رسالہ کئی مرتبہ چھپ چکا ہے، لاہور پاکستان میں ۱۸۹۳ء میں چند رسالوں کی ضمن میں چھپا۔

قارئین کرام! جب یہ رسالہ ناچیز کے قلم سے ترجمہ ہو کر چھپنے کیلئے آمادہ تھا اس وقت ایک صاحب کے ذریعہ اسی طرح شرفاس (مراکش) میں ۱۳۱۶ھ میں چھپ چکا ہے،

اور ایک مرتبہ جوہور ہندوستان سے شائع ہوا، اسی طرح کتاب ”الاتحاف بحب الاشراف“، مؤلفہ عبد اللہ شبراوی، کے حاشیہ پر قاہرہ ۱۳۱۶ھ میں شائع ہوا، پھر کتاب ”العقیدۃ الطاہرہ زینب بنت علیؓ“، مؤلفہ احمد فہمی محمد، کے ساتھ ۲۳-۱۴ صفحات تک منظر عام پر آئی، لیکن افوس کہ ان تمام ایڈیشنوں میں اس کتاب کے بارے میں کوئی تحقیقی کام انجام نہیں دیا گیا تھا،

احمد للہ شیخ محمد کاظم فلاوی اور شیخ محمد سعید طریحی کی تحقیق و تصحیح کے بعد اب یہ کتاب اہل تحقیق کے لئے ایک دائرۃ المعارف کی حیثیت رکھتی ہے،

آپ حضرات نے اس کے تمام اصلی اور مشابہ مدارک و منابع ذکر کر کے اس کتاب کی کمی کو دور کر دیا ہے، نیز مناسب مقامات پر احادیث کے ناقلین کے مختصر حالات بھی قلمبند کر دئے ہیں، ہر حال علامہ جلال الدین سیوطی کی یہ مختصر خدمت قابل قدر ہے، اہل بیت کی شان والا میاں آپ کے قلم سے اتنا ہی صفحہ قرطاس پر آجانا کافی اہمیت رکھتا ہے۔

رسالہ کی تحقیق: شیخ محمد طریحی نے کتاب احیاء المیت کے جن نسخوں کو مد نظر رکھتے ہوئے تحقیق کی ہے ان میں ایک نسخہ سیر محمد شاہ لائبریری گجرات ہندوستان میں موجود ہے،

اور دیگر نسخے جن کو مد نظر رکھتے ہوئے تحقیق کی ہے وہ ظاہریہ لائبریری دمشق شام میں موجود ہیں، ان میں سے پہلے نسخہ کا اندراج نمبر علم حاصل ہوا کہ اس کا اردو ترجمہ فخر المحققین جناب نجم الحسن کراروی کے ہاتھوں پچھتر سال پہلے شائع ہو چکا ہے، چنانچہ اس اطلاع کے ملتے ہی بندے نے اس کی اشاعت کو ملتوی کرنے کا فیصلہ کیا اور اس تک و دو میں لگ گیا کہ آیا موصوف کا ترجمہ کیسا ہے؟ بڑی تلاش و جستجو کے بعد یہ ترجمہ دستیاب ہوا تو اس کو ملاحظہ کرنے کے بعد اس بات کا اندازہ ہوا کہ مولانا موصوف نے اس میں صرف متن احادیث کا ترجمہ کیا ہے لیکن بندے نے جس کا ترجمہ کیا ہے اس میں شیخ محمد کاظم فلاوی اور شیخ محمد سعید طریحی جیسے بزرگ اساتذہ کی تحقیق و تصحیح بھی شامل ہے جو ہمارے ترجمہ کو علامہ نجم الحسن صاحب کے ترجمہ کے مقابلہ میں ممتاز کرتی ہے، نیز اس کے مقدمہ میں عقدا م کلثوم کے افسانہ پر سیر حاصل تحقیقی و تنقیدی بحث بھی شامل کر دی گئی ہے۔

۵۲۹۶ ہے، اور جن رسالوں کے ساتھ یہ شائع ہوا ہے ان کے صفحہ ۱۱۸ سے ۱۲۱ تک یہ مرقوم ہے، اس کو ابراہیم بن سلمان بن محمد بن عبد العزیز الخفنی نے لکھا ہے، اس کی تاریخ اختتام ۴ شعبان المعظم ۶۱۷ھ ہے۔

دوسرا نسخہ، اور دیگر رسائل جو (۱۴۷۱) صفحات پر مشتمل ہیں ان کے ساتھ ۸۴ سے ۹۱ صفحہ تک مشتمل ہے، اور ان کا ناخ: عثمان بن محمود بن حامد ہیں، جس کی سال اشاعت: ۸۱۷ھ ہے۔

شیخ فتلوی نے بھی انہیں دو نسخوں کو مد نظر رکھتے ہوئے تحقیق فرمائی ہے جو ظاہریہ لائبریری میں موجود ہیں^۱۔

رسالہ کی وجہ تسمیہ: علامہ موصوف سے قبل کسی بھی شخص نے اہل میت کے فضائل سے متعلق اس نام کا انتخاب نہیں کیا ہے، لیکن اس کے بعد علامہ صدیق حسن بن حسن بخاری کنوجی (یوپی) ہندی (۱۲۸۱ ہجری - ۱۳۰۶ھ - ۱۸۳۲ء - ۱۸۸۹ء) نے: ”احیاء المیت بذکر مناقب اہل المیت“ نامی کتاب لکھی جو ابھی تک نہیں چھپی ہے، بہر حال علمائے لغت نے لفظ میت (باتشید و جزم) کے معنی میں اختلاف کیا ہے

پہنانچہ استاد صحیحی البصام نے اس بارے میں چند اقوال ذکر کے نتیجہ اخذ کیا ہے کہ لفظ میت تشدید کے ساتھ ہوا یا جزم کے ساتھ دونوں کے معنی ایک میں یعنی وہ شخص جو مر چکا ہو، اسی قول کی تائید و تصدیق فراء، خلیل اور ابو عمرو جیسے نحویوں کے قول سے بھی ہوتی ہے، لہذا اس نظریہ کے برخلاف صاحب ”القاموس“ اور صاحب ”تاج العروس“ کا قول صحیح نہیں ہے۔

۲۔ عقد ام کلثوم کا افنانہ اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں کہ جس قوم کی تاریخ صدیوں بعد لکھی جائے گی اس میں غلط واقعات فرسودہ عقائد اور محل باتیں زر خرید راویوں کے حافظے سے صفحہ قرطاس پر منتقل ہوتے ہوئے حقیقت کا روپ دھار لیتے ہیں، کیونکہ ان حالات میں اکثر اصل واقعات نسخ ہو جاتے ہیں، بلکہ اہل قلم کے کردار اور قلم کی رخسار پر وقتی مصلحتوں کی حکومت ہوتی ہے، جس کی بنا پر ایسے ایسے افراد بھی غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں، جن کے بارے میں ہم سوچ بھی نہیں سکتے مثلاً آپ علامہ جلال الدین سیوطی کو ہی لے لیجئے، آپ کا علمائے اہل سنت کے محققین میں شمار ہوتا ہے، آپ نے نئے موضوعات پر قلم اٹھایا ہے، لیکن جب بیویوں حدیث کہ جس میں حضرت عمر کی بنت علیؓ سے شادی کا تذکرہ ہوا ہے، نقل کیا تو بغیر کسی تنقید و تبصرہ کئے گزر گئے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ اس واقعہ کو قبول کرتے تھے، جبکہ آپ نے اس رسالہ کو اہل میت سے متعلق کے فضائل و مناقب میں لکھا

^۱ حق کے متلاشی حضرات کیلئے احیاء المیت کا قدیم نسخہ جو ہندوستان اور دمشق شام سے چھپا ہے اس کی زیراکس کاپی اسی کتاب میں منسلک کردی گئی ہے۔ مترجم

ہے لیکن اس بات سے غافل رہے ہیں کہ اس روایت سے خاندان رسالت کی توہین ہوتی ہے، چنانچہ اہل تشیع اور محققین اہل سنت نے اسے رد فرمایا ہے جیسے امام بیہقی، دارقطنی اور ابن حجر مکی اپنی کتابوں میں کہتے ہیں: یہ واقعہ غلط ہے، کیونکہ حضرت علیؑ نے اپنی صاحبزادیوں کو اپنے بھتیجوں سے منوب کر رکھا تھا، چنانچہ جب حضرت عمر ام کلثوم سے رشتہ لے کر گئے تو آپ نے کہا: ان کا رشتہ میں اپنے بھتیجوں سے طے کر چکا ہوں یا امام ابن ماجہ اور ابن داؤد کہتے ہیں: ام کلثوم دو تھیں، ام کلثوم بنت راہب اور ام کلثوم بنت علیؑ، ان کی شادی محمد ابن جعفر طیار سے ہوئی، اور ام کلثوم بنت راہب کے بارے میں تاریخ سے ثابت ہوا ہے کہ یہ عمر کی زوجیت میں تھیں۔

بہر کیف قارئین کی معلومات کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم اس مسئلہ پر اختصار کے طور پر یہاں روشنی ڈالتے ہیں تاکہ یہ بات یقینی طور پر ثابت ہو جائے کہ علامہ جلال الدین سیوطی کی ذکر کردہ روایت کذب پر محمول ہے، اور علامہ اس سلسلے میں ایک بے سرو پا افواہ کے شکار ہوئے ہیں :

جناب ام کلثوم بنت علیؑ ابن ابی طالب۔ کی عمر ابن خطاب سے شادی کا ہونا یا پھر خلیفہ کی منگنی ہونا، اس سلسلہ میں متعدد اقوال پائے جاتے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے :

۱۔ بعض علماء کا نظریہ یہ ہے کہ ام کلثوم حضرت علیؑ کی صاحبزادی نہیں تھیں بلکہ یہ ام کلثوم وہ ہیں جن کی حضرت نے پرورش کی تھی

۲۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ یہ شادی انجام کو نہیں پہنچی تھی بلکہ عمر نے صرف شادی کرنے کی خواہش کی تھی جسے حضرت علیؑ نے قبول نہیں کیا۔

۳۔ بعض لوگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ عقد نکاح باقاعدہ ہو گیا تھا لیکن رخصتی نہیں ہوئی تھی جس کی بنا پر عمر نامراد ہی دنیا سے رخصت ہوئے۔

۴۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے راضی و خوشی کے ساتھ ام کلثوم کی شادی خلیفہ سے کر دی تھی اور رخصتی بھی ہو گئی تھی۔

۵۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے خلیفہ کے جبر و اکراہ کی بنا پر ام کلثوم کی شادی عمر کے ساتھ کر دی تھی۔

اس کے علاوہ بھی بہت سے اقوال ہیں جو آئندہ مباحث کے ضمن میں آئیں گے بعض اہل سنت بحث امامت میں اس واقعہ سے استدلال پیش کرتے ہیں کہ جناب ام کلثوم کی خلیفہ سے شادی ہونا اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ امام علیؑ اور خلیفہ کے درمیان روابط بالکل ٹھیک ٹھاک تھے اور آپس میں کوئی رنجش نہیں تھی بلکہ حضرت علیؑ حضرت عمر کی خلافت کی تائید کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ نے عمر سے اپنی لڑکی بیاہ دی، چنانچہ باقلانی نے اس واقعہ سے اسی بات کا استدلال کیا ہے !

مذکورہ واقعہ سے متعلق روایات جن وجوہات جن کی بنا پر یہ مسئلہ پیچیدہ سے پیچیدہ تر ہوتا گیا وہ یہ ہیں کہ شیعہ اور اہل سنت دونوں نے اس واقعہ کو اپنی حدیث کی کتابوں میں نقل کیا ہے، البتہ اس واقعہ کو اہل سنت نے تفصیل اور بڑی شد و مد کے ساتھ نقل کیا ہے، لیکن شیعوں نے اس کو یا تو مجمل اور ضعیف یا پھر اہل سنت سے حکایت یا الزام خصم کے طور پر نقل کیا ہے، جس سے بعض نا فہم اہل سنت کا دعویٰ ہرگز ثابت نہیں ہوتا بہر حال ہم یہاں ان روایات کو نقل کر کے جن میں اس مسئلہ کا بیان ہوا ہے تحقیق کرتے ہیں:

۱۔ ابن سعد کہتے ہیں: عمر ابن خطاب نے ام کلثوم بنت علیؑ سے اس وقت شادی کی جبکہ ابھی وہ بالغ بھی نہیں ہوئی تھیں، اور شادی کے بعد وہ عمر کے پاس ہی تھیں کہ عمر کا قتل ہو گیا، اور آپ کے بطن سے دو بچے زید اور رقیہ نام کے پیدا ہوئے۔

۲۔ حاکم نیشاپوری اپنی سند کے ساتھ علی ابن حسین ۲۲۸ سے نقل کرتے ہیں: عمر ابن خطاب ام کلثوم بنت علی سے شادی کرنے کی غرض سے حضرت علیؑ کے پاس آئے، اور اپنی خواہش کو حضرت کے سامنے پیش کیا، حضرت علیؑ نے کہا: میں نے اس کو اپنے بھتیجے عبد اللہ ابن جعفر سے منسوب کیا ہوا ہے، عمر نے کہا: آپ کو اس کی شادی میرے ساتھ ہی کرنا ہوگی، چنانچہ حضرت علیؑ نے جناب ام کلثوم کی شادی عمر سے کر دی، اس کے بعد عمر مہاجرین کے پاس آئے اور کہنے لگے: تم لوگ مجھے مبارک باد کیوں نہیں پیش کرتے؟ سب نے پوچھا: کس بات کی مبارک باد؟ کہنے لگے: اس لئے کہ میں نے علیؑ و فاطمہؑ کی بیٹی ام کلثوم سے شادی کی ہے، اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: ہر سببی اور نبی رشتہ روز قیامت منقطع ہو جائے گا سوائے میرے سببی اور نبی رشتے کے، اسی لئے میں چاہتا تھا کہ میرے اور رسول کے درمیان نبی اور سببی رشتہ برقرار ہو جائے (اور وہ اب ہو گیا ہے)۔

۳۔ بیہقی اپنی سند کے ساتھ علی ابن حسین ۲۲۸ سے نقل کرتے ہیں: حضرت عمرؓ جب جناب ام کلثوم سے نکاح ہو گیا تو عمر مہاجرین کے پاس آکر اپنے لئے تبریک کے طالب ہوئے اس لئے کہ انھوں نے سن رکھا تھا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: ہر سببی اور نبی رشتہ روز قیامت منقطع ہو جائے گا سوائے میرے سببی اور نبی رشتے کے، اسی لئے میں چاہتا تھا کہ میرے اور رسول ﷺ کے درمیان نبی اور سببی رشتہ برقرار ہو جائے (اور وہ اب ہو گیا ہے)۔

اس واقعہ کو اہل سنت کے دیگر مؤرخین نے بھی اپنی کتابوں میں لکھا ہے جیسے خطیب بغدادی، ابن عبد البر، ابن اثیر اور ابن حجر عسقلانی^۳۔ تمام روایتوں کی جانچ پڑتال:

^۱ مستدرک حاکم جلد ۳، ص ۱۴۲

^۲ بیہقی؛ سنن کبری جلد ۷، ص ۶۳۔

^۳ تاریخ بغداد، جلد ۶، ص ۱۸۲۔ الاستیعاب ج ۴، ص ۱۹۵۴۔ اسد الغابۃ جلد ۵، ص ۶۱۴۔ الاصابۃ جلد ۴، ص ۴۹۲۔

۱) امام بخاری اور مسلم نے اپنی مشہور اور محکم کتابوں میں ان روایتوں کے ذکر کرنے سے اجتناب کیا ہے، چنانچہ بہت سی روایات ایسی ہیں جنہیں ان کتابوں میں نقل نہ ہونے کی وجہ سے ضعیف قرار دیا گیا ہے، لہذا اہل سنت کو ان روایات پر بھی غور کرنا ہوگا۔

۲) جس طرح یہ حدیث صحاح ستہ میں نقل نہیں کی گئی ہیں، اسی طرح یہ روایتیں اہل سنت کی دیگر مشہور کتابوں میں بھی نقل نہیں ہوئی ہیں جیسے مسند احمد بن حنبل۔

ہر روایت کی جدا جدا سند کے لحاظ سے چھان بین حاکم نیشاپوری نے اس واقعہ کو صحیح جانا ہے، لیکن ذہبی نے تنقیص المستدرک میں اس کی سند کو منقطع قرار دیا ہے، اسی طرح بیہقی نے اس کو مرسل کہا ہے، نیز بیہقی نے دوسری سندوں کے ساتھ بھی اس واقعہ کو نقل کیا ہے لیکن یہ سب سندیں ضعیف ہیں۔

ابن سعد نے بھی ”الطبقات الکبریٰ“ میں اس کی سند کو مرسل نقل کیا ہے، اور ابن حجر نے اصابہ میں اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے جس میں عبدالرحمن بن زید بن اسلم ہے،

لیکن اہل سنت کے اکثر علمائے رجال نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے اسی طرح اس سند میں عبداللہ بن وہب ہے جس کی تضعیف کی گئی ہے ۲۔

ابن حجر کہتے ہیں: یہ روایت دوسری سند کے ساتھ بھی نقل کی گئی ہے جس میں عطاء خراسانی ہے لیکن اس کو امام بخاری اور ابن عدی نے ضعیف قرار دیا ہے ۳۔

۱ عقیلی؛ الضعفاء ج ۲، ص ۳۳۱۔ ابن عدی؛ الکامل فی الضعفاء ج ۷، ص ۱۵۸۱۔

۲ ابن عدی؛ الکامل فی الضعفاء ج ۵، ص ۳۳۷۔

۳ الکامل ج ۷، ص ۶۹۔

خطیب بغدادی نے دوسری روایت جس سند کے ساتھ نقل کی ہے اس میں احمد بن حنین صوفی، عقبہ بن عامر جہنی اور ابراہیم بن مہران مروزی نظر آتے ہیں ان میں سے پہلے راوی کیلئے صراحت کے ساتھ کہا گیا ہے کہ یہ ضعیف ہے، اور دوسرا راوی معاویہ کے لشکریوں میں سے تھا، اور تیسرا مہمل ہے، اس تفصیل کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان روایتوں میں سے کوئی بھی روایت معتبر سند نہیں رکھتی۔

متون احادیث کی تفتیش

مختلف احادیث کے متون ملاحظہ کرنے کے بعد قابل اعتراض چند باتیں ظاہر ہوتی ہیں :

۱۔ ڈرانا اور دھمکانا بعض روایتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ خواستگاری تہدید کے ساتھ تھی۔

ابن سعد نقل کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے عمر کے جواب میں فرمایا وہ ایک چھوٹی لڑکی ہے، لیکن عمر نے جواب دیا کہ خدا کی قسم آپ کو حق نہیں کہ مجھے اس کام سے روکیں، میں اس کو جانتا ہوں کیوں نہیں تم اس کو میرے نکاح میں لاتے؟ ابن مغازی عمر سے نقل کرتے ہیں کہ عمر نے کہا: قسم خدا کی مجھے اس شادی کے اصرار پر کسی نے مجبور نہیں کیا مگر اس بنا پر کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام نے بہت زیادہ اصرار کرنے پر اس کام کو مجبوراً انجام دیا۔

۲۔ متن حدیث میں اضطراب و تزلزل عقد ام کلثوم کے بارے میں جتنی روایتیں نقل کی گئی ہیں وہ اپنے متن اور مضمون کے لحاظ سے مضطرب و متزلزل نظر آتی ہیں، اور یہ اضطراب و تزلزل ایسا ہے جو ان کو حجت اور معتبر ہونے سے ساقط کر رہا ہے، مثلاً بعض روایتوں میں اس طرح وارد ہوا ہے: حضرت علیؑ۔ خود اس عقد نکاح کے متولی تھے اور بعض میں آیا ہے کہ اس عقد کی ذمہ داری عباس کی حوالے تھی، اسی طرح بعض روایتوں میں آیا ہے کہ یہ عقد ڈرا اور دھمکا کے کیا گیا، بعض میں ہے کہ امیر المومنین اس پر راضی تھے، اسی طرح بعض روایتوں میں ہے کہ عمران سے بچہ دار بھی ہوئے، ان میں سے ایک بچہ کا نام زید تھا، بعض کہتے ہیں کہ

^۱ طبقات ابن سعد ج ۸، ص ۴۶۴۔

^۲ مناقب امام علی ص ۱۱۰۔

عمر مباشرت کرنے سے پہلے ہی مر گئے تھے، اسی طرح کچھ روایتوں میں ہے کہ زید بن عمر نے اپنے بعد اپنی نسل بھی چھوڑی، بعض روایتوں میں آیا ہے کہ زید بن عمر نے کوئی نسل نہیں چھوڑی، بعض کہتے ہیں کہ زید اور ان کی ماں ماروئے گئے تھے، بعض میں ہے کہ زید کے مرنے کے بعد ان کی ماں زندہ تھیں، اسی طرح کچھ روایتوں میں ہے کہ عمر نے اس شادی میں چالیس ہزار درہم مہر رکھا تھا، کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ چار ہزار درہم تھا اس کثرت سے روایتوں میں اختلاف کا پایا جانا ان کے ضعیف ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

۳۔ حضرت ام کلثوم اور عمر کے سن میں تناسب نہیں تھا فقہاء حضرات بحث نکاح میں زوجین کا آپس میں کفو ہونا شرط جانتے ہیں چنانچہ اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے عمر اور ام کلثوم کے سن میں زمین و آسمان کا فرق نظر آتا ہے، کیونکہ ۹ھ میں جناب ام کلثوم پیدا ہوئیں، اس طرح ان کی عمر ۱۰ھ ہجری میں آٹھ یا نو برس ہوتی ہے جبکہ حضرت عمر اس وقت ستاون سال کے ہو رہے تھے، چنانچہ ابن سعد کہتے ہیں: علی۔ نے عمر سے کہا میری لڑکی ابھی صغیرہ ہے، (بعض روایتوں میں صبیہ کی لفظ آئی ہے، جس کے معنی وہ بچی جو بہت چھوٹی ہو) کیا حضرت علی۔ کو ام کلثوم کیلئے کوئی رشتہ دستیاب نہیں ہو رہا تھا کہ ستاون سال کے بڈھے سے کر دیا؟!

۴۔ یہ ام کلثوم حضرت ابوبکرؓ کی بیٹی تھی بعض تاریخ سے استفادہ ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کی ایک لڑکی کا نام ام کلثوم تھا عمر نے اس سے شادی کرنے کی درخواست کی تھی جسے قبول کر لیا گیا تھا،

چونکہ ام کلثوم حضرت علی۔ کی بچی کا نام بھی تھا لہذا نام کی مشابہ ہونے کی وجہ سے بعض نا فہم لوگوں نے اسے ام کلثوم بنت علی کی طرف منسوب کر دیا، چنانچہ ابن قتیبہ معارف میں لکھتے ہیں: جب عمر ام کلثوم بنت ابی بکر سے شادی کرنے کی درخواست عائشہ کی پاس لے کر گئے تو عائشہ نے اسے قبول کر لیا، لیکن ام کلثوم عمر کو پسند نہیں کرتی تھیں^۱۔

^۱ طبقات ابن سعد ج ۶، ص ۳۱۲۔
ابن قتیبہ: المعارف ص ۱۷۵۔^۲

حضرت ابو بکر کی طرح حضرت عائشہ اور حضرت عمر کے درمیان وسیع تعلقات کا قائم ہونا اس احتمال کے قوی ہونے پر مزید دلالت کرتا ہے عمری موصلی اور عمر رضا کحالہ نے بھی اس واقعہ کو اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے^۱۔

۵۔ جروں کی بیٹی ام کلثوم بعض مؤرخین نے زید بن عمر کی ماں ام کلثوم بنت جروں خزاہی جانا ہے، لہذا اسم کے مشابہ ہونے کی وجہ سے ام کلثوم بنت علی، لکھ دیا گیا، چنانچہ طبری کہتے ہیں: زید اصغر اور عبید اللہ (جو جنگ صفین میں معاویہ کے ساتھ مارے گئے) کی ماں ام کلثوم بنت جروں خزاہی تھی، جس کے درمیان اسلام نے عمر سے جدائی کروادی تھی^۲ اکثر مؤرخین ام کلثوم بنت جروں اور عمر کے درمیان شادی زمانہ جاہلیت میں جانتے ہیں^۳۔

۶۔ ام کلثوم بنت عقبہ ابن معیط بعض تاریخ سے استفادہ ہوتا ہے کہ یہ ام کلثوم بنت عقبہ بن معیط تھی۔

۷۔ ام کلثوم بنت عاصم بعض تاریخ سے استفادہ ہوتا ہے کہ یہ ام کلثوم بنت عاصم تھی۔

۸۔ ام کلثوم بنت راہبام ابن ماجہ اور ابن داؤد کے قول کے مطابق عمر کی شادی انھیں سے ہوئی تھی۔

۹۔ عقد ام کلثوم شرعی معیار سے منافات رکھتا ہے عقد ام کلثوم سے متعلق روایات کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یا عمر شرعی مسائل سے بے خبر تھے یا پھر یہ واقعہ ہی جعلی اور گڑھا ہوا ہے،

جیسا کہ خطیب بغدادی نے نقل کیا ہے کہ قبل اس کے کہ عمر حضرت علی سے ام کلثوم سے شادی کی درخواست کرتے حضرت نے ام کلثوم سے کہا: جاؤ اپنی زینت کرو اور خوب جج دج کر آؤ، جب وہ اپنا سنگار کر کے آئیں تو آپ نے ان کو عمر کے پاس بھیج دیا جب عمر نے ان کو دیکھا تو ان کی طرف لپکے اور اپنے ہاتھوں سے ان کی ہڈیاں کھول دیں! اور کہنے لگے: اپنے بابا سے کہو

^۱ عمر موصلی؛ الروضة الفیحاء فی تواریخ النساء ص ۳۰۳۔ عمر رضا کحالہ؛ اعلام النساء ج ۴، ص ۲۵۰۔

^۲ تاریخ طبری ج ۳، ص ۲۶۹، کامل ابن اثیر ج ۳، ص ۲۸۔

^۳ الاصلاب ج ۴، ص ۴۹۱۔ صفوة الصفوة ص ۱۱۶۔ تاریخ المدینہ المنورة ج ۲، ص ۶۵۹۔

میں راضی ہوں، جب ام کلثوم حضرت علیؓ کے پاس آئیں تو آپ نے کہا: عمر نے کیا کہا؟ کہنے لگیں: جب عمر نے مجھے دیکھا تو اپنی طرف بلایا، اور جب میں ان کے نزدیک گئی تو میرے بوسے لینے لگے اور جب کھڑی ہو گئی تو میری پٹلیاں پکڑ لیں! لا حول ولا قوۃ الا باللہ، اگر اس روایت کی تنقید کرنا مقصود نہ ہوتی تو ہم ہرگز ایسی رلیک اور توہین آمیز روایت نقل نہ کرتے، یہ واقعہ حضرت امیر المومنینؓ کی غیرت سے بالکل سازگاری نہیں رکھتا،

حضرت علیؓ شادی سے پہلے کیسے اپنی لڑکی کا ہاتھ ایسے شخص کے حوالے کر دیں گے جو شرعی حدود کی رعایت کرنا جانتا ہی نہ ہو، اسی وجہ سے بط ابن جوزی اس واقعہ کو اپنے جد صاحب ”المستطعم“ سے نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: یہ واقعہ بہت قبیح ہے، اگرچہ میرے جد اس واقعہ کو نقل کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے شادی سے پہلے ام کلثوم کو عمر کے پاس بھیجا تاکہ وہ اس کو دیکھ لیں لیکن عمر نے اس کو دیکھا تو اسکی شلوار کو اٹھا کر اس کی پٹلیاں ہاتھوں سے مس کرنے لگے، لیکن میرا کہنا یہ ہے کہ اگر ام کلثوم کے علاوہ کوئی کنیز بھی ہوتی تب بھی خدا کی قسم یہ عمل قبیح اور خلاف شرع تھا، کیونکہ تمام مسلمین کا اس پر اجماع ہے کہ غیر محرم عورت کا مس کرنا ہرگز جائز نہیں ہے، اور وہ بھی عمر ایسا کام کریں!

بعض روایتوں میں آیا ہے کہ جب ام کلثوم نے یہ کام کرتے دیکھا تو بہت ناراض ہوئیں اور کہنے لگیں: اگر تو خلیفہ نہ ہوتا تو میں تیری ناک توڑ دیتی، اس وقت خلیفہ کے گھر سے باہر نکلیں اور اپنے باپ کے پاس آگئیں، اور سارا ماجرہ بیان کیا اور کہنے لگیں: اے بابا جان آپ نے کس پست اور بد تمیز بڈھے کے پاس بھیج دیا تھا؟^۱

۱۰۔ یہ ام کلثوم بنت فاطمہ زہراؓ نہیں اہل سنت و اجماعت اس بات پر شدت سے اصرار کرتے ہیں کہ یہ ام کلثوم حضرت فاطمہ زہراؓ کی بیٹی تھیں انھیں سے عمر نے شادی کی درخواست کی تھی تاکہ عمر کا رسول خدا ﷺ سے سببی رشتہ ہو جائے، لیکن تاریخ سے

^۱ سبط ابن جوزی؛ تذکرۃ الخواص، ص ۲۸۸۔

^۲ اسد الغابۃ ج ۵، ص ۶۱۴۔ الاصابۃ ج ۴، ص ۴۹۲۔ ذہبی؛ تاریخ الاسلام ج ۴، ص ۱۳۸۔

ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علیؑ کی ایک دوسری لڑکی ام کلثوم نام کی تھی، جو شہزادی فاطمہ کے بطن سے نہیں تھی، اسی طرح بعض مؤرخین کا کہنا ہے کہ حضرت علیؑ کی اور دو لڑکیاں زینب صغریٰ اور ام کلثوم صغریٰ نام کی تھیں اور وہ دونوں ام ولد تھیں^۱۔

ابن قتیبہ نے بھی ام کلثوم کو صرف امام علیؑ کی لڑکی جانا ہے جو حضرت فاطمہ ۲۳۶ کے بطن سے نہیں تھی، کہتے ہیں: اس کی ماں ام ولد اور کنیز تھی^۲۔

نیز علامہ طریخی کہتے ہیں: ام کلثوم زینب صغریٰ حضرت علیؑ کی لڑکی تھی (فاطمہ ۲۳۶ کی نہیں) جو اپنے بھائی امام حسینؑ کے ساتھ کربلا میں تھیں، اصحاب کے درمیان مشہور ہے کہ عمر نے ان سے جبراً شادی کی تھی، جیسا کہ سید مرتضیٰ اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ یہ حضرت فاطمہ ۲۳۶ کی بیٹی نہیں تھیں بلکہ حضرت امیر المومنینؑ کی تھیں ان ہی سے جبراً شادی کرنے کیلئے عمر نے بات کی، اور یہی قول صحیح ہے^۳۔

نتیجہ :

اگر ہم نفیاتی اور عقلی طور پر اس واقعہ کے منفی ہونے پر نظر ڈالیں تو حسب ذیل باتوں سے اس کی تائید ہوتی ہے :

۱) ام کلثوم اسی فاطمہ بنت رسولؐ کے بطن سے تھیں جن سے عقد کرنے کی خواہش پر عمر کو دربار رسالت سے جواب مل چکا تھا، لہذا اس فعل کو رسولؐ نے فاطمہ کیلئے مناسب نہ سمجھا علیؑ اس کی بیٹی کیلئے کس طرح اسے مناسب سمجھیں گے؟

^۱ تاریخ موالید الائمة ص ۱۶۔ نور الابصار ص ۱۰۳۔ نہایت الارب ج ۲، ص ۲۲۳۔

^۲ ابن قتیبہ ؛ المعارف ص ۱۸۵۔

^۳ اعیان الشیعة ج ۱۳، ص ۱۲۔

۲) ام کلثوم اسی ماں کی بیٹی تھیں جو جیتے جی عمر سے ناراض رہیں اور مرتے دم بھی وصیت کر گئیں کہ وہ ان کے جنازے میں شریک نہ ہوں، کیا حضرت علیؑ۔ اس بات سے غافل تھے کہ اگر ام کلثوم کی شادی عمر سے کر دی تو فاطمہ کی روح کے لئے تازیانہ ثابت نہ ہوگی؟

۳) (جیسا کہ ہم نے گزشتہ بحث میں عرض کیا کہ ام کلثوم اور عمر کے سن میں زمین و آسمان کا فرق تھا، و نیز روایت کے مطابق ام کلثوم کی شادی چچا زاد بھائی سے پہلے ہی طے ہو چکی تھی، تو پھر ان دونوں باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت علیؑ۔ عمر سے شادی کرنے کے لئے کیسے راضی ہو گئے؟

۴) اگر ہم حضرت علیؑ۔ اور حضرت عمرؓ کے درمیان تعلقات پر غور کریں تو اس بات کا فیصلہ کرنا آسان ہو جاتا ہے، کیونکہ رسولؐ کی وفات کے بعد سے ہی حضرت علیؑ، اور عمرؓ کے درمیان تنازع شروع ہو گیا تھا یہاں تک کہ آپؐ کے گلے میں رسی کا پھندہ ڈالنے والے عمرؓ تھے، خلافت کا رخ عمرؓ کی وجہ سے اپنے محور سے منحرف ہوا، فاطمہؑ کا پہلو عمرؓ نے شکستہ کیا، شکم مادر میں محسن کی شہادت عمرؓ کی وجہ سے ہوئی، ان تمام باتوں کے ہوتے ہوئے کیا حضرت علیؑ۔ کے بارے میں کوئی انسان سوچ بھی سکتا ہے کہ آپؐ راضی و خوشی سے اپنی بیٹی عمرؓ سے بیاہ دیں گے؟!

۵) (بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ حضرت علیؑ۔ نے عمرؓ سے خوف زدہ ہو کر ام کلثوم کی عمر سے شادی کر دی تھی، یہ بات وہی حضرات کہہ سکتے ہیں جو تاریخ اسلام کا مطالعہ نہیں رکھتے، جس کی تیغ کا لوہا بدر و احد، خیمہ و خندق کے بڑے بڑے شہسوار اور سورما مان چکے ہوں وہ ان للوہنجو سے ڈر کر اپنا سارا عز و وقار خاک میں ملا کر بیٹی سے شادی کر دے گا! حیرت برین عقل و دانش البتہ مسئلہ خلافت پر صبر کرتے ہوئے تلوار کا نہ اٹھانا ایک دیگر مسئلہ ہے،

کیونکہ نبی اکرمؐ کی وصیت تھی کہ علیؑ اس سلسلہ میں تم صبر کرنا، اگر علیؑ اس موقع پر صبر نہ کرتے اور تلوار اٹھا لیتے تو بہت سے وہ لوگ جو تازے تازے مسلمان ہوئے تھے اسلام سے پلٹ جاتے، اور مسلمان اپنی خانہ جنگی کے شکار ہو جاتے، جس کے نتیجہ میں خارجی طاقتیں اسلام پر غالب ہو جاتیں اور اسلام کا شیرازہ بکھر جاتا، لیکن جہاں تک ام کلثومؓ کی شادی کا مسئلہ ہے تو اس میں آپؐ کیوں کسی سے خوف کھاتے؟

یہ کوئی دین اسلام کی نابودی کا مسئلہ تو تھا نہیں کہ اگر آپؐ ام کلثومؓ کی شادی عمر سے نہ کرتے تو عمر جنگ پر آ جاتے جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کے درمیان تمام نہ ہونے والی جنگ شروع ہو جاتی اور جب اس جنگ کے کوئی اسباب دریافت کرتا تو یہ کہا جاتا کہ یہ جنگ عمر کی شادی نہ ہونے کی وجہ سے ہوئی!!! اور پھر کیا حضرت عمرؓ بھی اس بات کو سوچ رہے ہوں گے کہ اگر شادی نہ ہوئی تو جنگ کریں گے، ہم اس بات کو بعید از عقل سمجھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ایک بچی سے شادی کرنے کیلئے اتنا ہلڑ ہنگامہ پسند کرتے!! لہذا جو لوگ حضرت عمرؓ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں ان سے گزارش ہے کہ اس قضیہ کو طول دے کر برائے خدا ان کی مزید توہین نہ کریں، علامہ بٹا بن جوزی بڑے سمجھدار نکلے کہ انھوں نے اپنے دادا کی بات کو رد کرتے ہوئے فوراً لکھ دیا کہ اس واقعہ سے حضرت عمرؓ کی فضیلت نہیں بلکہ ان کی مقتصد ہوتی ہے۔

۶) کچھ روایتوں میں آیا ہے کہ اس شادی میں حضرت عمرؓ نے چالیس ہزار درہم مہر رکھا تھا، یہ پہلو بھی حضرت عمرؓ کی قیص پر دلالت کرتا ہے، کیونکہ اہل سنت کا ہر فرد اس بات کو جانتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے فقیرانہ زندگی میں خلافت کی چکی چلائی ہے، آپؐ کی تنخواہ ایک معمولی انسان کے برابر تھی، چنانچہ تاریخ ابن خلدون میں آیا ہے: حضرت عمرؓ کے کپڑوں میں ہمیشہ پیوند لگے ہوئے ہوتے تھے، آپؐ کی قیص میں ستر پیوند تھے، اسی طرح ایک مرتبہ آپؐ نماز عید پڑھانے نکلے تو جوتوں میں کئی پیوند لگے ہوئے تھے، ایک مرتبہ گھر سے باہر نہیں نکلے معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ ان کے پاس کپڑے نہیں تھے، اور آپؐ کے تہ بند میں ۱۲ پیوند لگے ہوئے تھے۔

ان تمام باتوں پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ روایت من گھڑت اور جعلی ہے، اس کا حقیقت سے کوئی سروکار نہیں ہے، ممکن ہے یہ روایت دشمنان اسلام کی جانب سے اسلامی راہنماؤں کی توہین کی خاطر سوچے سمجھے پروپیگنڈے کی ایک کڑی ہو۔

، (حضرت عمر کی جس فضیلت کو بیان کرنے کے لئے یہ روایت گڑھی گئی ہے وہ تو موصوف کو پہلے ہی سے حاصل تھی، کیونکہ اگر اس شادی کو تسلیم کر لیا جائے تو حد اکثر، عمر کا رشتہ رسول سے سبھی قرار پائیگا، حالانکہ آپ کی بیٹی خضہ، زوجہ رسول پہلے ہی ہو چکی تھیں، لہذا سبھی رشتہ تو پہلے ہی سے تھا پھر عمر کیوں کہہ رہے تھے کہ یہ شادی میں رسول سے سبھی رشتہ برقرار ہونے کی بنا پر کرنا چاہتا ہوں؟

۳۔ مؤلف کا مختصر تعارف علامہ جلال الدین سیوطی کی شخصیت اہل علم کے لئے محتاج تعارف نہیں ہے لیکن عوام الناس کے فائدہ کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ کے حالات زندگی کو اختصار کے طور پر یہاں تحریر کیا جاتا ہے: علامہ جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان سیوطی شافعی حکم رجب المرجب بروز یکشنبہ ۸۴۹ھ ہجری، شراسیوط مصر میں پیدا ہوئے، ابھی آپ کا سن پانچ سال بھی نہیں ہوا تھا کہ باپ کا انتقال ہو گیا، آپ پچپن سے ہی علم دین پڑھنے میں مشغول ہو گئے، اور آٹھ سال ہونے تک قرآن کریم اور دیگر درسی رائج متون کو حفظ کر لیا، اور ۸۶۴ھ ہجری کے ابتداء تک قانونی حیثیت سے اچھے اور مایہ ناز طالب علم کی حیثیت سے شمار کیا جانے لگا، آپ نے فقہ، نحو، اصول اور دیگر اسلامی علوم پر کافی دست رسی حاصل کی، اور اس وقت کے پچاس

سے زیادہ بزرگ علماء سے کسب فیض کیا، اور ۸۶۶ ہجری میں آپ نے اپنے علم کا کتابی شکل میں مظاہرہ کیا، اور ۸۷۵ ہجری میں مقام افتاء پر قدم رکھا، اور ۸۷۲ ہجری سے املاء حدیث کی مجلس ترتیب دی،

آپ نے تلاش علم میں شام، حجاز، یمن، ہندوستان اور مغرب متعدد سفر کئے، اور یہاں کے علماء سے علمی مذاکرہ کیا، علامہ موصوف نے تفسیر، حدیث، فقہ، نحو، معانی، بیان، بدیع، اصول فقہ، قرائت، تاریخ، اور طب جیسے موضوعات سے متعلق مختلف کتابیں تحریر کیں، جو آج بھی مرجع خاص و عام ہیں، لہذا اس بات سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ بہت ہی زحمت کش اور قوی حافظہ کے مالک تھے چنانچہ آپ کہا کرتے تھے کہ میں نے دو لاکھ حدیثیں حفظ کیں ہیں اور اگر اس سے زیادہ میسر ہوتیں تو ان کو بھی حفظ کر لیتا، آپ کے اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے زیادہ حدیثیں اس وقت روئے زمین پر موصوف کی اطلاع میں نہ تھیں،

آپ کی چھوٹی اور بڑی کتابوں کو ملا کر تقریباً ۵۰۰ کتابیں ہوتی ہیں، آپ نہایت بردبار، پاکیزہ نفس اور پرہیزگار انسان سے تھے، ہمیشہ حکام وقت سے ملنے سے کتراتے اور ان کے تحائف اکثر رد کر دیا کرتے تھے، عمر کے آخری حصہ میں آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ ترک کر کے پروردگار کی عبادت کیلئے گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی، آخر کار بروز پنجشنبہ ۱۱۹۰ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا، اور شہر خوش قوصون کے اطراف میں دفن کر دیا گیا۔

علامہ جلال الدین سیوطی کو جن وجوہات کی بنا پر آج تک یاد کیا جاتا ہے وہ ان کی وسعت تالیف و تصنیف ہے، علامہ ابن حاد حنبلی لکھتے ہیں: علامہ سیوطی کی تصانیف و تالیفات خود ان کے زمانہ میں شرق و غرب میں پھیل چکی تھیں^۱۔ چنانچہ علامہ سیوطی کے وفادار شاگرد داؤدی لکھتے ہیں: ان کی تالیفات کی تعداد پانچ سو تک پہنچتی ہے۔

^۱ شذرات الذہب فی اخبار من ذہب؛ ابن حاد حنبلی۔ معجم المصنفین؛ عمر رضا کحالہ۔
^۲ شذرات الذہب۔

علامہ سیوطی نہ صرف یہ کہ وسعت تالیف کے مالک تھے بلکہ آپ کی تالیفات میں دقت نظر بھی پائی جاتی ہے، ہر کیف یہاں پر ہم علامہ کی ان کتابوں کی ایک فرست نقل کرتے ہیں جو ہماری دست رس میں تھیں:

۱- الاتقان فی علوم القرآن ۲- مسالک الخفاء فی اسلام والدی المحضی ۳- نشر العالمین فی اخبار الابیون الشریفین ۴- العرف الوردی فی اخبار المہدی ۵- احیاء المیت بفضائل اہل الیث ۶- تفسیر الدر المنثور ۷- تفسیر الجلالین ۸- تلخیص البیان فی علامات المہدی صاحب الزمان ۹- الثغور الباسمہ فی مناقب فاطمہ (س) ۱۰- تاریخ الخلفاء ۱۱- اللئالی المصنوعة فی احادیث الموضوعۃ ۱۲- المرقاة العلیة فی شرح الاسماء النبویۃ ۱۳- الفوائد الکامۃ فی ایمان السیدۃ (یسمی ایضاً التعظیم فی ان ابوی علی علیہ السلام فی الحجۃ) ۱۴- العجاجة الزرینیة فی السلالة الزینیة (س) ۱۵- المختصائص والمعجزات النبویۃ ۱۶- قطف ثمر فی مواہبات عمر ۱۷- ابواب العادة فی اسباب الشہادۃ ۱۸

- الآیۃ الکبریٰ فی شرح قصۃ الاسراء ۱۹- بلوغ المامول فی خدمۃ الرسول ۲۰- تدرب الراوی فی شرح تقریب النووی ۲۱- اتمام النعمۃ فی اخصاص الاسلام بہذہ الامۃ ۲۲- القول الجلی فی حدیث الولی ۲۳- الاحادیث المنیفۃ ۲۴- احسن الاقتباس فی محاسن الاقتباس ۲۵- الاحتفال بالاطفال ۲۶- الاخبار الماثورۃ فی الاطلاع بالنورۃ ۲۷- اخبار الملائکۃ ۲۸- الاخبار المرویۃ فی سبب وضع الحریۃ ۲۹- آداب الملوک ۳۰- ادب التقیاء ۳۱- اذکار الاذکار ۳۲- الاذکار فی ماعقدہ الشعراء من الآثار ۳۳- ربعون حدیثاً فی فضل الجہاد ۳۴- ربعون حدیثاً فی ورقۃ ۳۵- ربعون حدیثاً من روایۃ مالک عن نافع عن ابن عمر ۳۶- الارج فی الفرج ۳۷- الارج المسکى ۳۸- ازالۃ الوہن عن مسئلۃ الربہن ۳۹- زہار الکام فی اخبار الاحکام

۴۰- الاذہار الغضہ فی حواشی الروضۃ ۴۱- الاذہار الفاضلۃ علی الفاتحۃ ۴۲- الاذہار المتناثرۃ فی الاخبار المتواترۃ ۴۳- الاساس فی مناقب بنی عباس ۴۴- الاسئلۃ الماعۃ ۴۵- الاسئلۃ الوزیریۃ واجوبتها ۴۶- اسعاف البطاء برجال الموطاء ۴۷- الاشباہ والنظائر الفقہیۃ ۴۸- الاشباہ والنظائر النحویۃ ۴۹- اطراف الاشراف بالاشراف علی الاطراف

٥٠- اعذب المناهل في حديث من قال انا عالم فوجايل ٥١- اعمال الفكر في فضل الذكر ٥٢- الافصاح ٥٣- الاقتراح في اصول النحو
 جلد ٥٤- الاقتناس في مسئلة النماص ٥٥- اكمام المرجان في احكام الجان ٥٦- الاكليل في استنباط التمثيل ٥٧- الالفاظ المعترية ٥٨-
 الالفية في القرائت العشر ٥٩- الالفية في مصطلح الحديث

٦٠- القام المحر من ذكي ساب ابى بكر و عمر ٦١- انباء الاذكياء بحياة الانبياء ٦٢- الانصاف في تمييز الاوقاف ٦٣- النموذج اللبيب في
 خصائص الحبيب ٦٤- الوية النصر في خصيصي بالقصر ٦٥- الاوج في خبر عوج ٦٦- اتحاف الفرقه برفواخرقة ٦٧- البارع في اقطاع
 الشارع ٦٨- بدائع الزهور في وقائع الدهور ٦٩- البدر الذي انجلي في مسئلة الولا

٧٠- البدور السافرة عن امور الاخرة ٧١- البديعة ٧٢- بذل الهمة في طلب براءة الذمة ٧٣- البرق الوامض في شرح تائيه ابن الفارض
 ٧٤- بزوغ الهلال في انخصال الموجبة لللال ٧٥- بط الكلف في اتمام الصف ٧٦- بشرى الكتيب في لقاء الحبيب ٧٧- بغية الرائد
 في الذيل على مجمع الزوائد ٧٨- بغية الوعاة في طبقات اللغويين والنحاة ٧٩- بلغة المحتاج في مناسك الحاج ٨٠

- اتحاف النبلاء في اخبار الفضلاء ٨١- البهجة المرضية في شرح الالفية ٨٢- التاج في اعراب مثل المنهاج ٨٣- تاريخ سيوط ٨٤- تاريخ
 العمر ٨٥- تاريخ مصر ٨٦- تاييد الحقيقة العلية وتشيد الطريقة الشاذلية ٨٧- تبيين الصحيفة ٨٨- تجريد العناية في تخرىج احاديث الكفاية ٨٩
 - تجزئل المواهب في اختلاف المذاهب

٩٠- التحمير لعلم التفسير ٩١- التحدث بنعمة الله ٩٢- تحذير النواص من اكاذيب القصاص ٩٣- تحفة الانجاب بمسئلة النجاب ٩٤- تحفة
 الجلاء بروية الله للنساء ٩٥- تحفة الحبيب ٩٦- تحفة الظرفاء باساء الخلفاء ٩٧- تحفة الكرام باخبار الابرار ٩٨- تحفة المجالس و نزبه
 المجالس ٩٩- تحفة المذاكر في المنتهى من تاريخ ابن عساكر

١٠- ترجمة النووي ١١- تزيين الاركانك في ارسال النبي ﷺ الى المللك ١٢- تصنيف الاسماع بمائل الاجماع ١٣- تشيد الاركان من
ليس في الامكان ابداع ما كان ١٤- تعريف الاعجم بحروف المعجم ١٥- التعريف باداب التاليف ١٦- تعريف الفءة اجوبة الاسئلة
المائة ١٧- التعقيبات ١٨- تفسير المأثور ١٩- تقريب الغريب

١٢٠- تقرير الاستناد في تيسير الاجتهاد ١٢١- تمهيد الفرش في انحصال الموجبة لظل العرش ١٢٢- تناسق الدرر في تناسب الورد ١٢٣- تنبيه
الواقف على شرط الواقف ١٢٤- تنزيه الاعتقاد عن الحلول والاتحاد ١٢٥- تنزيه الانبياء عن تنفيه الانبياء ١٢٦- التنقيص في الاعتذار عن
القتياع والتدريس ١٢٧- تنوير الحلك في امكان رؤية النبي والملوك ١٢٨- تنوير الحواكك في شرح موطاء الامام مالك ١٢٩- التوشيح على
التوضيح

١٣٠- التوثيق على الجامع الصحيح ١٣١- توضيح المدرک فی تصحیح المستدرک ١٣٢- تلخیص الفوائد فی احادیث لبس السواد ١٣٣- الجامع الصغير من احادیث البشير النذير ١٣٥- الجامع الكبير ١٣٦- الجامع فی الفرائض ١٣٧- جزء فی اسماء المدلسين ١٣٨- جزء فی الصلاة ١٣٩- جزء فی صلاة الضحی

۱۴۰-۱۴۱ بحاجۃ ۱۴۱- الجمع والتفريق فی الانواع البدیۃ ۱۴۲- جمع البوامع ۱۴۳- ابواب الجزم عن حدیث التکثیر جزم ۱۴۴- ابواب الحاتم
عن سؤال الخاتم ۱۴۵- ابواهر فی علم التفسیر ۱۴۶- بحر بمنع البروز علی شاطئ النهر ۱۴۷- حاطب اللیل و حارف یل ۱۴۸- حاشیۃ علی
شرح الفذور ۱۴۹- حاشیۃ علی القطیعة للانسوی

- ١٥٠- حاشية على المختصر ١٥١- الحاوي للفتاوى ١٥٢- الحج الميسرة في التفضيل بين مكة والمدينة ١٥٣- حسن التعريف في عدم التحليف ١٥٤-
 حسن التسيك في عدم التسيك ١٥٥- حسن المحاضرة في اخبار مصر والقاهرة ١٥٦- حسن المقصد في عمل المولد ١٥٧- كحصر الاشاعة في
 اشراط الساعة ١٥٨- الحظ الوافر من المنعم في استدراك الكافر اذا سلم ١٥٩- حلبة الاولياء
- ١٦٠- حامل الزهر في فضائل السور ١٦١- بحاشي الصغرى ١٦٢- نجر الدال على وجود القطب واللاتاد والنجاء والابدال ١٦٣- خلاصة في
 نظم الروضة ١٦٤- خصائص يوم الجمعة ١٦٥- الدراري في ابناء السراى ١٦٦- در التاج في اعراب مشكل المنهاج ١٦٧- در الحاشية فيمن
 دخل مصر من الصحابة ١٦٨- الدرر المتشيرة في الاحاديث المتشيرة ١٦٩- الدرر المتشيرة في التفسير المأثور
- ١٧٠- الدر المنظم في الاسم الاعظم ١٧١- الدر النثير في تلخيص نهاية ابن الاثير ١٧٢- درج المعالي في نصرة الغزالي على المنكر المتعالي ١٧٣-
 الدرج المنيفة ١٧٤- درر البحار في احاديث القصار ١٧٥- درر الحكم وغرر الحكم ١٧٦- الدررة الناجية على الاسئلة الناجية ١٧٧- دفع التعف عن
 اخوة يوسف ١٧٨- دقائق الملمحة ١٧٩- الديباج على صحيح مسلم بن الحجاج
- ١٨٠- ديوان الحيوان ١٨١- ديوان خطب ١٨٢- ديوان شعر ١٨٣- ذكر التشنيع في مسئلة التسميع ١٨٤- ذم زيارة الامراء ١٨٥- ذم القضاء
 ١٨٦- ذم المكس ١٨٧- الذيل الممد على القول المسدد ١٨٨- الرحلة الديماطية ١٨٩- الرحلة الفيومية
- ١٩٠- الرحلة لمكية ١٩١- رسالة في النعال الشريفة ١٩٢- رشف الزلال ١٩٣- رفع الباس عن بنى العباس ١٩٤- رفع الخدر عن قطع الدر ١٩٥-
 رفع النخصامة في شرح الخلاصة ١٩٦- رفع الستة في نصب الزنة ١٩٧- رفع شان الجبشان ١٩٨- رفع الصوت بنبج الموت ١٩٩- رفع اللباس
 وكشف اللباس في ضرب المثل من القرآن والالتباس

٢٠٠- رفع منار الدين وهدم بناء المفسدين ٢٠١- رفع اليد في الدعا ٢٠٢- الروض الاريض في طهر المحض ٢٠٣- الروض المكمل والورد
المعلل في المصطلح ٢٠٤- الرياض الانيفة في شرح اسماء خير الخليفة ٢٠٥- الزجاجة في شرح سنن ابن ماجة ٢٠٦- الزند الورى في الجواب
عن السؤل الاسكندرية ٢٠٧- الزهر الباسم فيما يزوج فيه الحاكم ٢٠٨- زهر الربى في شرح المجتبى ٢٠٩- زوائد الرجال على تهذيب الكمال
٢١٠- زوائد شعب الايمان للبيهقي ٢١١- زوائد نوادر الاصول للحكيم الترمذى ٢١٢- زيادات الجامع الصغير ٢١٣- لبل الجلية ٢١٤-
السلاف في التفصيل بين الصلاة والطواف ٢١٥- السلالة في تحقيق المقرر والاتحالة ٢١٦- السامح في اخبار الرماح ٢١٧- سيف الصيقل في
حواشى ابن عقيل ٢١٨- سيف النظار في الفرق بين الثبوت والتكرار ٢١٩- شد الاثواب في سد الابواب

٢٢٠- شد الرحال في ضبط الرجال ٢٢١- شد العرف في اثبات المعنى للحرف ٢٢٢- شرح ابيات تلخيص المفتاح ٢٢٣- شرح الاستعاذة
والبسملة ٢٢٤- شرح البديعة ٢٢٥- شرح التدريب ٢٢٦- شرح التنبيه ٢٢٧- شرح الرجعية في الفرائض ٢٢٨- شرح الروض ٢٢٩-
شرح الشاطبية

٢٣٠- شرح شواهد المغنى ٢٣١- شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور ٢٣٢- شرح ضرورى التصريف ٢٣٣- شرح عقود الجمان ٢٣٤-
شرح الكافية في التصريف ٢٣٥- شرح الكوكب الساطع ٢٣٦- شرح الكوكب الوقاد في الاعتقاد ٢٣٧- شرح لثة الاشراف في
الاسعاف ٢٣٨- شرح الملحة ٢٣٩- شرح النقاية

٢٤٠- شرح بان سعاد ٢٤١- شرح تصريف الغزى ٢٤٢- الشارح في علم التاريخ ٢٤٣- الشمعة المعنىة ٢٤٤- شوارد الفوائد ٢٤٥-
الشد ٢٤٦- صون المنطق والكلام عن فنى المنطق والكلام ٢٤٧- ضوء الشمعة في عدد الجمعة ٢٤٨- ضوء الصباح في لغات النكاح ٢٤٩-
الطب النبوى ٢٥٠- طبقات الاصوليين ٢٥١- طبقات الحفاظ ٢٥٢- طبقات شعراء العرب ٢٥٣- طبقات الكتاب ٢٥٤- طبقات

المفسرين ٢٥٥- طبقات النخاة الصغرى ٢٥٦- طبقات النخاة الوسطى ٢٥٧- طلوع الشرايا بآثار ما كان خفيا ٢٥٨ طى اللسان عن ذم
الطيبان ٢٥٩ الظفر بقلم الظفر

٢٦٠- العاذب السلسل في تصحيح الخلف المرسل ٢٦١- العشاريات ٢٦٢- عقود الجان في المعاني والبيان ٢٦٣- عقود الزبرجد على مسند
الامام احمد ٢٦٤- عين الاصابة في معرفة الصحابة ٢٦٥- غاية الاحسان في خلق الانسان ٢٦٦- الغنية في مختصر الروضة ٢٦٧- فتح الجليل للعبد
الذليل في الانواع البدعية المستخرجة من قوله تعالى: "ولى الذين آمنوا" ٢٦٨- الفتح القريب على معنى اللبيب ٢٦٩- فتح المطلب
المبرور وبرد الكبد المحرور في الجواب عن الاسئلة الواردة من التكرور

٢٧٠- فتح المغالِق من انت تالِق ٢٧١- فجر الثمد في اعراب اكل الحمد ٢٧٢- فضل احدى ٢٧٣- فضل الخطاب في قتل الكلاب ٢٧٤-
فضل الشاء ٢٧٥- فضل الكلام في حكم السلام ٢٧٦- فضل الكلام في ذم الكلام ٢٧٧- فضل موت الاولاد ٢٧٨- فلق الصباح في تخرِج
احاديث الصحاح (يعنى صحاح اللثة للجوهري)

٢٨٠- الفوائد المتكاثرة في الاخبار المتواترة ٢٨١- فرست المرويات ٢٨٢- قدح الزند في السلم في القند ٢٨٣- القذاذة في تحقيق محل
الاتخاذ ٢٨٤- قصيدة رائية ٢٨٥- قطر النداء في ورود الحمزة للنداء ٢٨٦- قطع المجادلة عند تغيير المعاملة ٢٨٧- قطف الازهار في كشف
الاسرار ٢٨٨- قلائد الفوائد ٢٨٩- القول الالهي في حديث من عرف نفسه فقد عرف ربه

٢٩٠- بحوث الزكية عن الالغاز البكية ٢٩١- القول الحسن في الذب عن السنن ٢٩٢- القول الفصيح في تعيين النجس ٢٩٣- القول الجمل في
الرد على المهل ٢٩٤- القول المشرق في تحريم الاشتغال بالمنطق ٢٩٥- القول المشيد في الوقف المؤبد ٢٩٦- القول المعنى في الحث في
المعنى ٢٩٧- الكافي في زوائد المذهب على الوافي ٢٩٨- الكاوي على السخاوي ٢٩٩- كتاب الاعلام بحكم عيسى عليه السلام

٣٠٠- كشف التلميس عن قلب اهل التدليس ٣٠١- كشف الريب عن الجيب ٣٠٢- كشف الصلصلة عن وصف الزلزلة ٣٠٣- كشف الضباب في مسألة الاستنابة ٣٠٤- كشف المغطاء في شرح الموطاء ٣٠٥- كشف الثقاب عن اللقاب ٣٠٦- لكشف عن مجاوزة هذه الامة > ٣٠- لوكب الساطع في نظم جمع الجوامع ٣٠٨- الكلام على اول الفتح ٣٠٩- الكلام على حديث ابن عباس احفظ الله يحفظك

٣١٠- الحكم الطيب والقول المختار في الماثورة من الدعوات والادكار ٣١١- باب القول في اسباب النزول ٣١٢- لب الباب في تحرير الانساب ٣١٣- لب اليب في الجواب عن ايراد الحلب ٣١٤- لم الاطراف وضم الاطراف ٣١٥- للمع في اسماء من وضع الاربعون المتبانية ٣١٦- للمعة في تحرير الركعة لادراك الجمعة > ٣١٧- للوامع والبوارق في الجوامع والفوارق ٣١٨- رواه الواعون في اخبار الطاعون ٣١٩- المباحث الزكية في المسألة الدورية

٣٢٠- مجمع البحرين و مطلع البدرين في التفسير ٣٢١- مختصر الاحكام السلطانية للماوردي ٣٢٢- مختصر الاحياء ٣٢٣- مختصر الالفية ٣٢٤- مختصر تهذيب الاحكام ٣٢٥- مختصر تهذيب الاسماء ٣٢٦- مختصر شرح ابيات تلخيص المفتاح > ٣٢٧- مختصر ثناء الغليل في الذم صاحب واخليل ٣٢٨- مختصر معجم البلدان ٣٢٩- مختصر الملية

٣٣٠- المدرج الى المدرج ٣٣١- نزل العبد لوال المجد ٣٣٢- مرصد المطلع في تناسب المقاطع والمطلع ٣٣٣- مراقبة الصعود الى سنن ابي داود ٣٣٤- مسألة ضرب زيد قائما ٣٣٥- مستطرف في احكام دخول الشفة ٣٣٦- المسلمات الكبرى > ٣٣٧- المعاهد العلية في قواعد النخوة ٣٣٨- المعانج في صلاة التراويح ٣٣٩- مطلع البدرين فيمن يوتي اجرين ٣٤٠

- المعاني الدقيقة في ادراك الحقيقة ٣٤١- معترك الاقران في مشترك القرآن ٣٤٢- مفتاح الغيب في التفسير ٣٤٣- مفتاح البحة في الاعتصام بالكتاب والسنة ٣٤٤- منجات الاقران في مبهمات القرآن ٣٤٥- لمقامات ٣٤٦- مقاطع الحجاز > ٣٤٧- الملتقط من الدرر الكامنة ٣٤٨- منال الصفا في تخريج احاديث الشافعي ٣٤٩- المنقى

- ۳۵۰۔ نسی الامال فی شرح حدیث ”انما الاعمال۔۔۔“ ۳۵۱۔ المنجی فی تطور الولی ۳۵۲۔ المنحہ فی السجۃ ۳۵۳۔ من عاش من الصحابہ
مئة وعشرين ۳۵۴ من وافقت کینۃ زوجۃ من الصحابہ ۳۵۵۔ منهاج السۃ و مفتاح البجۃ ۳۵۶۔ المنی فی الکفی ۳۵۷۔ المندب فی ما وقع فی
القرآن من المعرب ۳۵۸۔ میزان المعدلۃ فی شرح البسملۃ ۳۵۹۔ نتیجۃ الفکر فی البحر بالذکر
- ۳۶۰۔ نشر العیر فی تخریج احادیث الشرح الکبیر ۳۶۱۔ نظم التذکرۃ ۳۶۲۔ نظم الدرر فی علوم الاثر ۳۶۳۔ النفعۃ المکیۃ والنفۃ المکیۃ
۳۶۴۔ الثقایۃ فی اربعۃ عشر علماً ۳۶۵۔ القول المشرقة فی مسألة الفقه ۳۶۶۔ انکت البدیعات ۳۶۷۔ انکت علی الالفیۃ والکافیۃ والثافیۃ
والغذور والزمزمۃ ۳۶۸۔ نکت علی حاشیۃ المطول لابن العقری ۳۶۹۔ نکت علی شرح الشواہد للعینی
- ۳۷۰۔ نور الحدیقۃ ۳۷۱۔ لوا فی فی مختصر التنبیہ ۳۷۲۔ الورقات المقدمۃ ۳۷۳۔ الوسائل الی معرفۃ الاول ۳۷۴۔ وصول الی البانی باصول
التبانی ۳۷۵۔ ہدم البانی علی البانی ۳۷۶۔ بمع الموامع فی شرح جمع البوامع ۳۷۷۔ البیۃ السنیۃ فی البیۃ السنیۃ ۳۷۸۔ الید المبسطی فی الصلاة
الوسطی ۳۷۹۔ الینبوع فیما زاد علی الروضۃ من الفروع۔

- ۴۔ رواۃ احادیث اور علمائے اہل سنت کے اسمائے گرامیہ جلال الدین سیوطی نے اپنے اس سالہ میں جن جلیل القدر اور عظیم
الشان راویوں اور علمائے اہل سنت سے روایتیں نقل کی ہیں اگرچہ ان کے مختصر حالات کتاب کے حاشیہ میں نقل کر دئے گئے ہیں
لیکن یہاں قارئین کی آسانی کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کے اسمائے گرامی ذیل میں یکجا نقل کئے جا رہے ہیں :
- راویوں کے اسماء: ۱۔ سعید بن جبیر ۲۔ حضرت ابن عباسؓ ۳۔ مطلب بن ریحہ ۴۔ زید بن ارقم ۵۔ زید بن ثابتؓ ۶۔ ابو سعید خدری
۷۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ ۸۔ حضرت امام حسنؓ ۹۔ حضرت علیؓ ۱۰۔ عبد اللہ ابن عمرؓ ۱۱۔ جابر بن عبد اللہ انصاریؓ ۱۲۔ عبد
اللہ ابن جعفرؓ ۱۳۔ سلمہ بن الاکوعؓ ۱۴۔ ابو ہریرہؓ ۱۵۔ عبد اللہ ابن زبیرؓ ۱۶۔ حضرت ابوذرؓ ۱۷۔ حضرت فاطمہ الزہراؓ ۱۸۔

حضرت عمر فاروقؓ ۱۹۔ انس بن مالک ۲۰۔ ابن مسعود ۲۱۔ مطلب بن عبد اللہ ۲۲۔ حکیم ۲۳۔ حضرت عثمان غنی ۲۴۔ زوجہ رسول
حضرت عائشہؓ

علمائے اہل سنت کے نام: ۱۔ سعید بن منصور ۲۔ ابن المنذر ۳۔ ابی حاتم ۴۔ ابن مردویہ ۵۔ طبرانی ۶۔ ترمذی ۷۔ امام احمد بن
حنبل ۸۔ نسائی ۹۔ حاکم ۱۰۔ مسلم ۱۱۔ عبد بن حمید ۱۲۔ ابو احمد ۱۳۔ ابو یعلیٰ ۱۴۔ امام بخاری ۱۵۔ ابن جریر ۱۶۔ عقیلی ۱۷۔ ابن
ثابین ۱۸۔ خطیب ۱۹۔ دیلمی ۲۰۔ حافظ ابو نعیم ۲۱۔ باوردی ۲۲۔ ابن عدی ۲۳۔ ابن جان ۲۴۔ امام بیہقی ۲۵۔ ابن ابی شیبہ ۲۶۔
مسدد ۲۷۔ بزار ۲۸۔ ابن عساکر۔

۵۔ حدیث ثقلین اور حدیث سفینہ کی مختصر توثیق حدیث ثقلین: حدیث ثقلین کی ۳۴ صحابہ و صحابیات نے جناب رسول خدا ﷺ سے
روایت کی ہے، اور دور تالیف سے آج تک ہر عہد کے علماء، انہیں حدیث و سیرت و مناقب و تاریخ کی کتابوں میں درج کرتے
چلے آئے ہیں:

۱۔ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام سے بزار، محمد الدین طبری، دولابی، سخاوی، سمودی وغیرہ نے اپنی تالیفات میں حدیث
ثقلین کو درج کیا ہے۔

۲۔ امام حسن۔ سے ابن قذوزی نے ”ینایع المودة“ میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔

۳۔ سلمان فارسیؓ سے بھی قذوزی نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔

۴۔ حضرت ابوذر غفاریؓ سے (صحیح ترمذی)

۵۔ ابن عباسؓ سے (قذوزی)

۶- ابوسعید خدری (مسعودی، طبری، ترمذی و غیره)

۷- جابر بن عبد الله انصاری (ترمذی، ابن اثیر و غیره)

۸- ابوالیثم تیمان (سخاوی و قدوزی)

۹- ابورافع (سخاوی و قدوزی)

۱۰- حذیفه یان (محب الدین طبری، مودت القربی)

۱۱- حذیفه بن اسید غفاری (ترمذی، ابونعیم اصفهانی، ابن اثیر، سخاوی و غیره)

۱۲- خزیمه بن ثابت (سخاوی، سمودی، قدوزی)

۱۳- ابوسریه (بزار، سخاوی، سمودی)

۱۴- زید بن ثابت (احمد بن حنبل، محب الدین طبری، ابن اثیر و غیره)

۱۵- عبد الله بن خطاب (طبرانی، ابن اثیر و غیره)

۱۶- جیسر بن مطعم (ابونعیم اصفهانی و غیره)

۱۷- براء بن عازب (ابونعیم اصفهانی)

۱۸- انس بن مالک (ابونعیم اصفهانی)

۱۹- طلحه بن عبید الله بن تمیم (قدوزی)

۲۰- عبدالرحمن بن عوف (قندوزی)

۲۱- سعد بن وقاص (قندوزی)

۲۲- عمرو بن عاص (خوارزمی)

۲۳- سهل بن سعد انصاری (سجاولی، سمودی)

۲۴- عدی بن حاتم (سجاولی، سمودی و غیره)

۲۵- عقبه بن عامر (سجاولی و غیره)

۲۶- ابویوب انصاری (سجاولی)

۲۷- شریح خزاعی (سجاولی، سمودی و غیره)

۲۸- ابو قدامه انصاری (سجاولی و غیره)

۲۹- ضمیرة اسلمی (سجاولی و غیره)

۳۰- ابولیلی انصاری (سجاولی، سمودی، قندوزی)

۳۱- حضرت فاطمة الزهرا ۲۳۶ (قندوزی)

۳۲- ام المومنین ام سلمه (سجاولی، سمودی)

۳۳- ام هانی بنت ابوطالب (سجاولی، سمودی و غیره)

۳۴۔ زید بن ارقم (صحیح مسلم، مسند احمد بن حنبل، کنز العمال - سیوطی؛ در مشور، ترمذی)

حدیث ثقلین پر علامہ ابن حجر بیہمی کی ایک نظر: سہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، القرآن و عترتہ، وہی الابل والنسل والربط
الادنون، ثقلین، لان النسل کل نفیس خیر مصون، و ہذا ان لکذک، اذ کل منها معدن للعلوم الدنیۃ والاسرار والحکم العلیۃ والاحکام الشرعیۃ،
ولذا حث اللہ علیہ وسلم علی الاقتداء والتمسک بہم۔

رسول خدا ﷺ نے قرآن و عترت کو جو کہ آپ کے اہل و نسل و قریب تر لوگ ہیں، ثقلین فرمایا، اس لئے کہ ثقل "ہر نفیس و
گر اندر ثقل کو کہتے ہیں"۔ اور یہ دونوں اسی طرح ہیں بھی۔ کیونکہ یہ دونوں علوم لدنی، بلند اسرار و حکم اور احکام شرعی کے معدن ہیں،
اسی لئے رسول خدا ﷺ نے ان سے تمسک اور ان کی اقتداء کا حکم فرمایا ہے۔

حدیث سفینہ: اس حدیث کو امام احمد بن حنبل، امام مسلم، ابن قتیہ دینوری، بزار، ابو یعلیٰ موصلی، طبری، صولی صاحب کتاب الاوراق
، ابوالفرج اصفہانی، طرانی، حاکم نیشاپوری، ابن مردویہ اصفہانی، ثعلبی، ابونعیم اصفہانی، ابن عبد البر، خطیب بغدادی، ابن مغازی، سماعی
، فخر الدین رازی، بط ابن جوزی، محمد بن یوسف گنجی، شہاب الدین حلبی، نظام اعرج نیشاپوری، خطیب تبریزی، طیبی شارح مشکاۃ، جمال
الدین زرنندی، شہاب الدین قندوزی، حموی جوسنی، ابن صباغ مالکی، علی قاری اور عبد الرؤوف مناوی وغیرہ نے اپنی تالیفات میں
درج کیا ہے۔

قارئین کرام! مقدمہ کتاب کے طولانی ہونے کی بنا پر آپ سے بیحد معذرت خواہ ہیں، چونکہ اس کتاب سے مربوط کچھ مطالب ایسے تھے
کہ جن کی وجہ سے ضرورت اس بات کی محسوس ہو رہی کہ مقدمہ میں ان پر قدرے روشنی ڈالی جائے، بہر حال اس کتاب کا پہلی دفعہ
اردو ترجمہ دو بزرگ اساتذہ کی تحقیق و تصحیح کے ساتھ آپ حضرات کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے،

^۱ علامہ ابن حجر بیہمی مکی؛ الصواعق المحرقة، ص ۷۵۔

امید ہے کہ مؤمنین اس سے کما حقہ فائدہ اٹھاتے ہوئے ناپچیز کو دعاؤں میں یاد رکھیں گے، آخر میں ہم خداوند متعال کی بارگاہ اقدس میں دست بہ دعا میں کہ تادم آخر قرآن اور اہل بیت (ع) کا دامن ہمارے ہاتھوں سے نہ چھوٹنے پائے۔ (آمین)

والسلام مترجم:

محمد فیروز خان کلکھیم پوری ہندی گرام و پوسٹ بڑھیا، ضلع کھیری کلکھیم پور یوپی۔ ہندوستان۔ ۱۸

ذی الحجہ (بروز عید سعید غدیر) مطابق ۲۹ جنوری ۱۴۳۵ھ بروز شنبہ مقیم حال: قم مقدس، جمہوری اسلامی ایران

رسالہ ہذا کے ومنہ جو ہندوستان اور دمشق سے شائع ہوئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ ہذہ ستون حدیثا سمیتا: ”احیاء النبیۃ بفَضائلِ اہل النبیۃ“، تمام تعریفیں خداوند متعال سے مخصوص ہیں، اور سلام ہو اس کے برگزیدہ بندوں پر۔

یہ ساٹھ عدد حدیثیں ہیں جن کے مجموعہ کا نام میں نے ”احیاء المیت بفَضائلِ اہل المیت (ص)“ (فضائلِ اہل بیت سے احیاءِ میت) رکھا ہے۔

پہلی حدیث:

رسول کے قرابتداروں کی مودت ہی اجر رسالت ہے۔ اخرج سعید بن منصور فی سنہ، عن سعید بن حمیر، فی قوله تعالیٰ: (قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ) قال: قری رسول اللہ ﷺ. سعید بن منصور نے اپنی سنن میں سعید بن حمیر سے آئے مودت: (قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ) (اے رسول! تم ان سے کہہ دو کہ میں اس (تبلیغ رسالت) کا اپنے قرابتداروں کی محبت کے سوا تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا^۱) کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ ”القربی“ سے مراد رسول اسلام ﷺ کے قرابتدار ہیں^۲۔

دوسری حدیث:

رسول کے قرابتدار کون لوگ ہیں؟ اخرج ابن المذہب، ابن ابی حاتم، و ابن مرددویہ، فی تفسیرہم، والطبرانی فی المعجم الکبیر، عن ابن عباس؛ لما نزلت ہذہ الآیۃ: (قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ) قالوا: یا رسول اللہ! من قرابتک ہولاء الذین وجبت علینا مودتہم؟ قال: ((علی وفاطمة وولدہا))

^۱ محترم قارئین! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ علمائے اہل سنت کی اصطلاح میں قول، فعل اور تقریر رسول کو حدیث کہا جاتا ہے، اسی طرح رسول کے خلقی اور خلقی اوصاف نیز صحابہ اور تابعین کے کلام کو بھی اہل سنت کے یہاں حدیث کہا گیا ہے۔ ڈاکٹر نور الدین عتر؛ منہج النقد، ص ۲۷۔ دکتور صبحی الصالح؛ علوم الحدیث ومصطلحہ، ص ۴۲۶۔ لیکن شیعہ علماء کی اصطلاح میں حدیث وہ کلام ہے جو معصوم کے فعل، قول اور تقریر کی حکایت کرے۔

سید حسن الصدر الکاظمی؛ نہایۃ الدرایۃ، ص ۸۰۔ شیخ عبد اللہ مامقانی؛ مقباس الہدایۃ فی علم الدرایۃ جلد ۱، ص ۵۹۔
^۲ ابو عثمان سعید بن منصور بن شعبہ خراسانی یا طالقانی؛ آپ جوزجان میں متولد ہوئے، اور بلخ میں پرورش پائی، اور آپ نے دیگر ممالک کی طرف متعدد سفر کیا، آخر کار مکہ میں سکونت اختیار کی، اور یہیں ۲۲۷ ھ میں وفات پائی، امام مسلم نے ان سے روایت نقل کی ہے، ان سے مروی احادیث کتب صحاح ستہ میں بھی دیکھی جا سکتی ہیں، بقیہ حالات زندگی حسب ذیل کتابوں میں دیکھئے: تذکرۃ الحفاظ، جلد ۱، ص ۴۱۶، ۴۱۷۔ تاریخ البخاری، جلد ۲، ص ۴۷۲۔ الجرح والتعديل جلد ۱، ص ۶۸۔ مختصر تاریخ دمشق، جلد ۶، ص ۱۷۵۔ تہذیب التہذیب جلد ۳، ص ۸۹، ۹۰۔

^۳ ابو محمد سعید بن جبیر بن ہشام اسدی والبی؛ آپ ۴۶ ھ میں پیدا ہوئے، اور ۹۵ ھ میں ۴۹ سال کے سن میں حجاج بن یوسف ثقفی کے ہاتھوں قتل ہوئے، آپ کی شہادت کے بعد ابن جبیر نے عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن عمر کی شاگردی اختیار کی، یہ جملہ تابعین میں بہت ہی بلند پایہ کے عالم دین شمار کئے جاتے ہیں، اور انہیں تفسیر قرآن لکھنے والے گروہ میں قدیم ترین مفسر قرآن مانا جاتا ہے، بقیہ حالات زندگی حسب ذیل کتابوں میں دیکھئے:

تذکرۃ الحفاظ، جلد ۱، ص ۷۶، ۷۷۔ طبقات ابن سعد جلد ۶، ص ۲۵۶، ۲۶۷۔ الجرح والتعديل جلد ۱، ص ۹۔ تہذیب التہذیب جلد ۴، ص ۱۱، ۱۴۔

سورہ شوریٰ آیت ۲۳

^۴ مذکورہ حدیث کو درج ذیل علمائے اہل سنت نے بھی نقل کیا ہے:

سیوطی؛ تفسیر در منثور ج ۶، ص ۷۔ حسانی؛ شواہد التنزیل جلد ۲، ص ۱۴۵۔ حاکم؛ مستدرک الصحیحین جلد ۳، ص ۱۷۲۔ ابن حجر؛ صواعق محرقة ص ۱۳۶۔ طبری؛ ذخائر العقبیٰ ص ۹۔

ترجمہ:۔ ابن منذر ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے اپنی تفاسیر میں اور طبرانی نے اپنی کتاب ”المعجم الکبیر“ میں ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت: (قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمُوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰنِ) نازل ہوئی تو لوگوں نے رسول سے کہا: یا رسول اللہ

^۱ ابو بکر محمد بن ابراہیم ابن منذر نیشاپوری؛ آپ بہت بڑے حافظ، فقیہ، مجتہد اور مسجد الحرام کے پیش امام تھے، آپ کی مشہور کتابیں: المبسوط فی الفقہ، الاشراف فی اختلاف العلماء اور کتاب الاجماع ہیں، آپ ۲۴۳ ھ میں متولد ہوئے اور ۳۱۸ ھ میں اللہ کو پیارے ہو گئے، آپ کے بقیہ حالات زندگی حسب ذیل کتابوں میں دیکھئے: تذکرۃ الحفاظ جلد ۲، ص ۷۸۳، ۷۸۲۔ کتاب طبقات الشافعیہ جلد ۲، ص ۱۰۸، ۱۰۲۔ کتاب الاعلام جلد ۶، ص ۱۸۴۔ شذرات الذہب جلد ۲، ص ۲۸۰۔

^۲ ابو محمد عبد الرحمن بن ابی حاتم محمد بن ادريس بن منذر تمیمی حنظلی رازی؛ آپ ۲۴۰ ھ میں شہر ”رے“ میں پیدا ہوئے اور ۳۲۷ ھ میں اسی شہر میں دنیا سے گزر گئے، آپ کا اپنے زمانے کے مشہور محدثین میں شمار ہوتا تھا، اور آپ نے علم حدیث کو اپنے والد محترم اور فن جرح وتعدیل کے ماہر جناب ابو ذرعہ جیسے اساتذہ سے سیکھا، اسی طرح آپ کا شمار علم قرأت کے مشہور علماء میں ہوتا تھا، علم دین کی تلاش میں آپ نے مکہ، دمشق، مصر، اصفہان اور دیگر شہروں کی جانب متعدد سفر کئے، بقیہ حالات زندگی حسب ذیل کتابوں میں دیکھئے: تذکرۃ الحفاظ جلد ۲، ص ۸۳۲، ۸۲۹۔ کتاب طبقات الشافعیہ جلد ۲، ص ۳۲۸، ۳۲۴۔ شذرات الذہب جلد ۲، ص ۳۰۸، ۳۰۹۔ فوات الوفيات جلد ۱ ص ۵۴۳، ۵۴۲۔ طبقات الحنابلہ جلد ۲، ص ۵۵۔ لسان المیزان جلد ۳، ص ۴۳۲، ۴۳۳۔ المیزان جلد ۳، ص ۴۳۲۔ مرآۃ الجنان جلد ۳، ص ۲۸۹۔

^۳ ابو بکر بن احمد موسیٰ بن مردویہ بن فورک اصفہانی؛ آپ ہی تفسیر ابن مردویہ، تاریخ ابن مردویہ ”و چند دیگر کتابوں کے مؤلف ہیں، آپ کا شمار اپنے معاصر محدثین، مؤرخین، مفسرین اور علم جغرافیہ کے جاننے والوں میں ہوتا ہے، آپ کی پیدائش ۳۲۴ ھ میں اور وفات ۴۱۰ ھ میں ہوئی، بقیہ حالات زندگی حسب ذیل کتابوں میں دیکھئے: تذکرۃ الحفاظ جلد ۲، ص ۱۰۵۱-۱۰۵۰۔ اخبار اصفہان جلد ۱، ص ۱۶۸۔ المنتظم جلد ۳، ص ۲۹۴۔

^۴ ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر لخمی شامی طبرانی؛ آپ ۲۶۰ ھ میں شہر عکا میں متولد ہوئے، اور سوسال کی عمر میں ۳۶۰ ھ میں شہر اصفہان میں انتقال کر گئے، آپ نے حدیث رسول کی تلاش میں حجاز، یمن، ایران اور الجزیرہ وغیرہ کے متعدد سفر کئے، آپ کی اہم کتابیں یہ ہیں: المعجم الکبیر، المعجم الاوسط اور المعجم الصغیر، بقیہ حالات زندگی حسب ذیل کتابوں میں دیکھئے:

تذکرۃ الحفاظ جلد ۳، ص ۹۱۲، ۹۱۸۔ ذکر اخبار اصفہان جلد ۱، ص ۳۲۵۔ میزان الاعتدال جلد ۲، ص ۱۹۰۔ النجوم الزاہرۃ جلد ۴، ص ۵۹۔ الاعلام جلد ۳، ص ۱۸۱۔ لسان المیزان جلد ۲، ص ۷۴۔

^۵ ابو العباس عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب قرشی ہاشمی؛ آپ حبر امت، جلیل القدر صحابی تھے، آپ ہجرت کے تین سال پہلے دنیا میں آئے، رسول اسلام نے دعا فرمائی تھی کہ خدا ان کو دین اسلام کا فقیہ قرار دے، اور علم تاویل عطا فرمائے، صحاح ستہ کے مؤلفین نے سولہ سو ساٹھ [۱۶۶۰] حدیثیں اپنی کتب صحاح میں ان سے نقل کی ہیں، موصوف نے جنگ صفین اور جنگ جمل میں حضرت علی کی طرف سے شرکت کی تھی، اور واحدی کے قول کے مطابق آپ کی وفات ۷۲ سال کی عمر میں ۶۸ ھ میں شہر طائف میں ہوئی، بقیہ حالات زندگی حسب ذیل کتابوں میں دیکھئے:

وفیات الاعیان جلد ۳، ص ۶۳، ۶۲۔ الاصابۃ جلد ۴، ص ۹۴، ۹۰۔ جوامع السیرۃ ص ۲۷۶۔ تذکرۃ الحفاظ جلد ۱، ص ۴۲۵۔ العقد الثمین جلد ۵، ص ۱۹۰۔ نکت الہمیان ص ۱۸۰۔ تاریخ دمشق جلد ۶، ص ۲۶۰۔ الاعلام ج ۴، ص ۲۲۸۔ لسان المیزان جلد ۳، ص ۷۳۔

!آپ کے وہ قربتدار کون لوگ ہیں جن کی محبت ہمارے اوپر فرض کی گئی ہے؟ تو رسول نے ارشاد فرمایا: وہ علیؑ، فاطمہؑ اور ان کے دونوں بیٹے (امام حسن اور امام حسین) ہیں۔^۱ اسناد و مدارک کی تحقیق:

تیسری حدیث:

حسن سے مراد آل محمد کی محبت ہے اخرج ابن ابی حاتم، عن ابن عباس فی قوله تعالیٰ: (وَمَنْ يُقْرِفْ حَسَةً) قال: (المودة لآل محمد) ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے اس آیت (وَمَنْ يُقْرِفْ حَسَةً) اور جو شخص بھی ایک نیکی حاصل کرے گا ہم اس کے لئے اس کی خوبی میں اضافہ کر دیں گے^۲)

کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ آیت میں ”حسۃ“ سے مراد آل محمد کی مودت ہے۔

^۱ ابو الحسن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب [ص]؛ آپ کی ولادت بعثت سے دس سال قبل مکہ میں ہوئی، اور آغوش رسالت میں پرورش پائی، کتاب ”الاصابہ“ میں ابن حجر کے قول کے مطابق آپ ہی پہلے وہ فرد ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا، (اظہار اسلام کیا) آپ نے سوائے جنگ تبوک کے اسلام کی تمام مشہور جنگوں میں شرکت فرمائی، کیونکہ اس جنگ میں آپ مدینہ میں رسول کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے قیام پذیر رہے، آپ کے بی شمار فضائل ہیں، چنانچہ امام احمد بن حنبل کہتے ہیں: جتنے فضائل و مناقب علی کے لئے رسول سے نقل ہوئے ہیں اس مقدار میں کسی بھی صحابی کیلئے نقل نہیں ہوئے ہیں، آپ کی شہادت ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ھ میں ہوئی، بقیہ حالات زندگی حسب ذیل کتابوں میں دیکھئے: الاصابہ جلد ۴، ص ۲۷۱، ۲۶۹۔ تذکرۃ الحفاظ جلد ۱، ص ۱۲، ۱۰۔ حلیۃ الاولیاء جلد ۱، ص ۷۸، ۶۱۔ الاستیعاب جلد ۲ ص ۴۶۱۔ اسد الغابۃ جلد ۴، ص ۲۹۲۔

^۲ آپ ہی سیدۃ نساء العالمین، حسنین ۲۲۸ کی مادر گرامی، جناب خدیجہ کی لخت جگر اور رسول اسلام کی دختر نیک اختر ہیں، آپ خدا کے نبی کے نزدیک سب سے زیادہ عزیز تھیں، آپ کی ذات سے رسول کی نسل چلی، بعض اقوال کی بنا پر آپ کی ولادت با سعادت؛ ۲۰ جمادی الثانیہ بروز جمعہ، بعثت سے دو سال قبل شہر مکہ میں ہوئی، البتہ شیخ کلینی اور ابن شہر آشوب نے شہزادی کی تاریخ ولادت کو بعثت سے پانچ سال قبل حضرت امام جعفر صادق سے نقل فرمائی ہے، اور یہی مشہور بھی ہے، اور امام جعفر صادق کے نقل کے مطابق آپ کے شہادت ۳ جمادی الثانیہ ۱۱ھ میں ہوئی۔ دیکھئے: کتاب اعیان الشیۃ جلد ۲، ص ۳۲۰، ۲۷۱۔

^۳ اس حدیث کو اہل سنت کے مشہور و جلیل القدر علماء نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے، چنانچہ حسب ذیل کتابیں دیکھئے: سیوطی؛ در منثور جلد ۶، ص ۷۔

(سیوطی نے سعید بن جبیر سے اور انہوں نے ابن عباس سے اس حدیث کو نقل کیا ہے)۔

طبرانی المعجم الکبیر؛ جلد ۱، ص ۱۲۵۔ (قلمی نسخہ، ظاہریہ لائبریری، دمشق سورہ)۔

ابن حجر بیہمی؛ مجمع الزوائد جلد ۹، ص ۱۱۸۔ محب الدین طبری؛ ذخائر العقبی ص ۲۵۔

محب الدین طبری کہتے ہیں: اس حدیث کو احمد بن حنبل نے اپنی اپنی کتاب ”المناقب“ میں نقل کیا ہے۔

ابن صباغ مالکی؛ الفصول المهمۃ ص ۲۹۔

ابن صباغ نے بغوی سے مرفوع سند کے ساتھ ابن عباس سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

قرطبی؛ الجامع لاحکام القرآن جلد ۱۶، ص ۲۲، ۲۱۔

قرطبی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: اس حدیث میں دو بیہوشوں سے مراد رسول اسلام کے دونوں نواسے حسنین ۲۲۸ ہیں جو جوانان جنت کے سردار ہیں۔

تفسیر کشاف جلد ۲، ص ۳۳۹۔ اسعاف الراغبین ص ۲۰۵۔ ارشاد العقل السلیم جلد ۱، ص ۶۶۵۔ حلیۃ الاولیاء جلد ۳، ص ۲۰۱۔ مسند امام

احمد بن حنبل جلد ۱، ص ۲۲۹۔ شواہد التنزیل جلد ۲، ص ۳۰ و ۱۵۰۔ تفسیر طبری جلد ۲۵، ص ۱۷۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۴، ص ۱۱۲۔

الصواعق المحرقة ص ۱۰۱۔ نزل الابرار ص ۳۱۔ ینابیع المودة ص ۲۶۸۔ الغدیر جلد ۳، ص ۱۲۷۔

^۴ سورہ شوری آیت ۲۳۔

چوتھی حدیث:

ایمان کا دار و مدار آل محمد کی محبت و مودت پر ہے انرج احمد، والترمذی و صحیحہ والنسائی و الحاکم، عن المطلب بن رعیۃ؛ قال: قال رسول اللہ ﷺ: (واللہ لا یدخل قلب امرئ مسلم ایمان حتی ینکحکم اللہ و لقرابتی) احمد^۲، ترمذی^۳ (صحیح سند کے ساتھ)، نسائی^۴ اور حاکم نے مطلب بن رعیۃ^۵ سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلامؐ نے فرمایا: قسم بخدا کسی بھی مسلم مرد کے دل میں اس وقت تک ”ایمان“ داخل ہی نہیں ہو سکتا جب تک وہ خدا کی رضایت اور میری قرابت داری کی وجہ سے تم (اہل بیت) کو دوست نہ رکھے، اسناد و مدارک کی تحقیق:

^۱ مذکورہ حدیث علمائے اہل سنت کی دیگر کتابوں میں بھی نقل کی گئی ہے، چنانچہ مندرجہ ذیل کتابیں ملاحظہ فرمائیں: سیوطی؛ تفسیر در منثور جلد ۶، ص ۷۔ تفسیر کشاف جلد ۳، ص ۴۶۸۔ الفصول المہمۃ ص ۲۹۔ الجامع لا حکام القرآن جلد ۱۶، ص ۲۴۔ قرطبی مذکورہ آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں: اقتراف کے معنی حاصل اور اکتساب کرنے کے ہیں جس کا مادہ قرف بمعنی کسب ہے، اور اقتراف بمعنی اکتساب آیا ہے۔

الصواعق المحرقة ص ۱۰۱۔ الشواہد التنزیل جلد ۲، ص ۱۴۷۔ فضائل الخمسة ج ۲، ص ۶۷۔

^۲ ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال ذہلی شیبانی مروزی بغدادی؛ آپ ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے، اور ۷۷ سال گزار کر ۲۴۱ھ میں شہر بغداد میں چل بسے، آپ کو اہل سنت کے فقہی چاروں اماموں میں سے ایک جلیل القدر امام کے طور پر مانا اور پہنچانا جاتا ہے، آپ ایک بلند پایہ کے حافظ اور محدث تھے، یہاں تک کہ دس لاکھ حدیثیں آپ کو یاد تھیں، آپ کی اہم ترین کتاب ”المسند“ ہے، آپ کی سوانح عمری درج ذیل کتابوں میں نقل کی گئی ہے:

شذرات الذہب، جلد ۲، ص ۹۸، ۹۶۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۲، ص ۴۴۲، ۴۴۱۔

^۳ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک سلمیٰ ترمذی؛ آپ جلیل القدر محدث، نابینا اور امام بخاری کے خاص شاگرد تھے، آپ ۲۱۰ھ میں پیدا ہوئے، اور ۲۷۹ھ میں شہر ترمذ میں گزر گئے، اشتیاق علم میں خراسان، عراق، اور دیگر شہروں وغیرہ کا سفر کیا، آپ کی سوانح عمری درج ذیل کتابوں میں نقل کی گئی ہے:

تذکرۃ الحفاظ جلد ۲، ص ۴۳۵، ۴۳۳۔ شذرات الذہب جلد ۲، ص ۳۰۸، ۳۰۹۔ وفیات الاعیان جلد ۱ ص ۶۱۶۔ میزان الاعتدال ج ۳، ص ۱۱۷۔ لباب ابن اثیر ج ۱، ص ۱۷۴۔ مرآۃ الجنان جلد ۲، ص ۱۹۳۔ النجوم الزاہرہ ج ۳، ص ۷۱۔ تہذیب التہذیب ج ۹، ص ۳۸۷۔

^۴ ابو عبد الرحمن احمد بن شعب بن علی بن سنان بن بحر النسائی؛ آپ ۲۱۵ھ میں شہر نساء (خراسان کا ایک شہر) میں متولد ہوئے، اور ۳۰۳ھ میں ۸۸ سال کے سن میں فلسطین میں وفات پائی، کہا جاتا ہے کہ آپ کے جنازے کو فلسطین سے مکہ لاکر وہاں دفن کیا گیا، آپ اشتیاق علم میں خراسان، عراق، حجاز، شام اور مصر کے علماء کی خدمت میں گئے، اور ان سے حدیث کے بارے میں کسب فیض کیا، آپ کا بزرگ علمائے محدثین میں شمار ہوتا ہے، آپ ایک مدت تک مصر میں قیام پذیر رہے، اس کے بعد دمشق میں سکونت اختیار کی، آپ کی مشہور کتابیں ”السنن اور الخصائص“ ہیں، آپ کی سوانح عمری درج ذیل کتابوں میں نقل کی گئی ہے:

طبقات الشافعیۃ ج ۳، ص ۱۶، ۱۴۔ شذرات الذہب جلد ۲، ص ۲۳۹، ۲۴۱۔ وفیات الاعیان جلد ۱ ص ۲۵۔ مرآۃ الجنان جلد ۲، ص ۲۴۔ تہذیب التہذیب ج ۱۰، ص ۳۶۔

^۵ آپ مطلب بن ربیعہ بن حرث بن عبد المطلب بن ہاشم ہاشمی یعنی ربیعہ (بن حرث) اور ام الحکم (بنت زبیر بن عبد المطلب) کے بیٹے ہیں، آپ نے رسول اور علیؑ سے احادیث نقل کی ہیں، اور جن لوگوں نے آپ سے حدیثیں نقل کی ہیں وہ یہ حضرات ہیں: خود آپ کے بیٹے عبد اللہ اور عبد بن حرث بن نوفل ہیں، علمائے انساب نے آپ کو مطلب کے نام سے یاد کیا ہے حالانکہ بعض محدثین آپ کو عبد المطلب کے نام سے جانتے ہیں، آپ پہلے مدینہ میں پھر شام میں رہنے لگے، اور یہیں ۶۲ھ میں وفات پائی، آپ کی سوانح عمری درج ذیل کتابوں میں نقل کی گئی ہے:

الاصابة جلد ۴، ص ۱۹۱۔ نیز جلد ۶، ص ۱۰۴۔ الاستیعاب جلد ۳، ص ۴۱۳۔

^۶ مذکورہ حدیث نقل کئے گئے حوالوں کے بعض نسخوں میں کلمہ ایمان نہیں آیا ہے لہذا اس صورت میں حدیث کے معنی اس طرح ہوں گے: خدا کسی مسلمان کے دل میں داخل نہیں ہوگا جب تک کہ تم کو خدا کیلئے اور میری قرابت کی خاطر دوست نہ رکھے۔

^۷ مذکورہ حدیث کو امام احمد بن حنبل نے اپنی تمام اسناد کے ساتھ اس طرح نقل کیا ہے: ایک مرتبہ جناب عبا س یعنی رسول کے چچا آپؐ کے پاس آئے، اور کہنے لگے: یا رسول اللہ! کچھ مقامات پر میں نے دیکھا کہ قریش آپس میں باتیں کر رہے تھے، لیکن جب میں وہاں پہنچا تو وہ سب خاموش ہو گئے، یہ سنکر رسول بہت نا راض ہوئے اور فرمایا:

((واللہ لا یدخل قلب امرئ مسلم ایمان حتی یحبکم اللہ و لقرابتی))

المسند جلد ۳، ص ۲۱۰، حدیث نمبر: ۱۷۷۔ ترمذی؛ الجامع الصحیح ج ۳، ص ۳۰۵، ۳۰۴۔ باب مناقب عباس ابن عبد المطلب۔

پانچویں حدیث:

اہل بیت کے بارے میں خدا کا محاذ کروا خرچ مسلم، والترزدی والنسائی، عن زید بن ارقم؛ ان رسول اللہ ﷺ قال: (اذکرکم اللہ فی اہل بیتی) مسلم، ترمذی اور نسائی نے زید بن ارقم^۲ سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے ارشاد فرمایا: اے میری امت والو! میں تم کو اپنے اہل بیت کے بارے میں خدا کو یاد دلاتا ہوں، (ان کا خیال رکھنا کیونکہ میں قیامت میں تم سے ان کے بارے میں سوال کروں گا اگر تم نے ان سے نیکی کی تو خدا کی رحمت تمہارے شامل حال ہوگی اور اگر تم نے انہیں ستایا تو اس کے عذاب سے ڈرو، اقتباس از احادیث^۳)

(ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے)۔ سیوطی؛ الدر المنثور ج ۶، ص ۷۔ (سیوطی نے اس حدیث کو آیہ مودت کے ذیل میں نقل کیا ہے)۔ طبری؛ ذخائر العقبی ص ۲۹۔ متقی ہندی؛ کنز العمال ج ۶، ص ۲۱۸۔ خطیب تبریزی؛ مشکاة المصابیح ج ۳، ص ۲۵۹، ۲۵۸۔ آپ کا پورا نام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری ہے آپ ۲۰۲ھ (یا ۲۰۶ھ) میں متولد ہوئے، اور ۲۶۱ھ میں (دیہات) نصر آباد، ضلع نیشاپور میں وفات ہوئی، آپ نے بغداد کے کئی مرتبہ سفر کئے، آپ بہت بڑے محدث اور عالم دین تھے، آپ کی مشہور کتاب الجامع الصحیح (صحیح مسلم) ہے، اور آپ کی سوانح عمری درج ذیل کتابوں میں نقل کی گئی ہے:

تذکرۃ الحفاظ ج ۲، ص ۱۵۰۔ طبقات الحنابلہ ص ۲۴۶۔ مرآۃ الجنان ج ۲، ص ۱۷۴۔ وفیات الاعیان ج ۲، ص ۱۱۹۔ تاریخ بغداد ج ۳، ص ۱۰۰۔ یستان المحدثین ص ۱۰۴۔

^۲ زید بن ارقم بن زید انصاری خزرجی؛ ذہبی نے آپ کو بیعت رضوان والوں میں شمار کیا ہے، موصوف نے تقریباً ۱۷ غزووں (جنگوں) میں رسول اسلام کے ساتھ شرکت کی، اور جنگ صفین میں حضرت علی کی طرف سے شرکت فرمائی، اور ۶۶ھ میں جناب مختار کے دور حکومت کوفہ میں وفات پائی، آپ کی سوانح عمری درج ذیل کتابوں میں نقل کی گئی ہے:

تذکرۃ الحفاظ ج ۱، ص ۴۵۔ الاصابہ ج ۳، ص ۲۱۔ الاستیعاب ج ۱، ص ۵۶۶، ۵۷۸۔

^۳ مذکورہ حدیث کو سیوطی نے اس جگہ اختصار کے ساتھ نقل کی ہے، لیکن امام مسلم نے اس حدیث کو تفصیل کے ساتھ اس طرح نقل کیا ہے: حدثنی یزید بن حبان؛ قال: انطلقت انا وخصین بن سبرق و عمر بن مسلم، الی زید بن ارقم، فلما جلسنا الیہ، قال لہ خصین: یازید! لقد لقیت خیرا کثیرا، رأیت رسول اللہ، وسمعت حدیثہ، وغزوت معہ، وصلیت خلفہ، لقد لقیت یازید! خیرا کثیرا، حدثنا یازید! ما سمعت من رسول اللہ، قال یابن اخی: واللہ لقد کبرت سنی، وقدم عہدی، و نسیت بعض الذی اعی من رسول اللہ، فمحدثکم فاقبلوا، وما لا، فلاتکلفونیثم قال: قام رسول اللہ یوما فینا خطیباً بماء یدعی خمأین مکة و المدینة، فحمد اللہ و اتثنی علیہ و وعظ و ذکر، ثم قال: أما بعد! الا یا ایہا الناس! فانما انا بشر یوشک ان یأتی رسول ربی، فأجیب، و انا تارک فیکم ثقلین اولهما کتاب اللہ، فبہ الہدی و النور فخذوا بکتاب اللہ و استمسکوا بہ، فحث بکتاب اللہ و رغب فیہ، ثم قال: و اہل بیئتہ اذکرکم اللہ فی اہل بیئتہ اذکرکم اللہ فی اہل بیئتہ ثلاثا، فقال لہ حصین: و من اہل بیئتہ؟ یازید! الیس نساء من اہل بیئتہ؟ قال: نساء من اہل بیئتہ، و لکن اہل بیئتہ من حرم الصدقة بعده، قال: و من ہم؟ قال: ہم آل علی، و آل عقیل، و آل جعفر، و آل عباس، قال: کل ہؤلاء حرم الصدقة، قال: نعم....

مسلم نے روایت کی ہے کہ یزید بن حبان کہتے ہیں: ایک مرتبہ میں اور خصین بن سبرہ اور عامر بن مسلم، زید بن ارقم کے پاس گئے، اور زید بن ارقم کی مجلس میں بیٹھ گئے، اور حصین زید سے اس طرح گفتگو کرنے لگے: ”اے زید بن ارقم! تو نے خیر کثیر کو حاصل کیا ہے، کیونکہ تو رسول خدا کے دیدار سے مشرف ہو چکا ہے، اور حضرت کی گفتگو سے فیض حاصل کر چکا ہے، اور تو نے رسول کے ساتھ جنگوں میں شرکت کی، اور حضرت کی اقتداء میں نماز پڑھی، اس طرح تو نے خیر کثیر کو حاصل کیا ہے، لہذا جو تو نے رسول سے سنا ہے اسے ہمارے لئے بھی نقل کر! زید بن ارقم کہتے ہیں: اے برادر زادہ! اب تو میں بوڑھا ہو گیا ہوں، اور میری عمر گزر چکی ہے، چنانچہ بہت کچھ کلام رسول میں فراموش کر چکا ہوں، لہذا جو بھی کہہ رہا ہوں اسے قبول کر لینا، اور جہاں سکوت کر لوں تو اصرار نہ کرنا، اس کے بعد زید بن ارقم کہتے ہیں: ایک روز رسول اسلام مکہ اور مدینہ کے درمیان میدان غدیر خم میں کھڑے ہوئے، اور ایک خطبہ ارشاد فرمایا، اور بعد از حمد و ثنا و موعظہ و نصیحت فرمایا: اے لوگو! میں بھی تمہاری طرح بشر ہوں لہذا ممکن ہے کہ موت کا فرشتہ میرے سراغ میں بھی آئے، اور مجھے موت سے ہم کنار ہونا پڑے، (لیکن یہ یاد رکھو) یہ دو گرانقدر امانتیں ہیں تمہارے درمیان چھوڑے جا رہا ہوں، ان میں سے پہلی کتاب خدا ہے جو ہدایت کرنے والی اور روشنی دینے والی ہے، لہذا کتاب خدا کا دامن نہ چھوڑتے پائے اس سے متمسک رہو، اور اس سے بہرہ مند رہو، اس کے بعد آپ نے فرمایا:

اے لوگو! دوسری میری گرانقدر امانت میرے اہل بیت ہیں، اور میرے اہل بیت کے بارے میں خدا سے خوف کرنا، اور ان کو فراموش نہ کرنا (یہ جملہ تین مرتبہ تکرار کیا)۔

زید نے جب تمام حدیث بیان کردی، تو حصین نے پوچھا: اہل بیت رسول کون ہیں جن کے بارے میں اس قدر سفارش کی گئی ہے؟ کیا رسول کی بیویاں اہل بیت میں داخل ہیں؟

زید ابن ارقم نے کہا: ہاں رسول کی بیویاں بھی اہل بیت میں ہیں مگر ان اہل بیت میں نہیں جن کی سفارش رسول فرماریے ہیں، بلکہ یہ وہ

چھٹی حدیث:

کتاب خدا اور اہل بیت سے تمک ضروری ہے اخرج الترمذی و حسنہ، والحاکم، عن زید بن ارقم، قال: قال رسول اللہ ﷺ: (انی تارک فیکم ما ان تمکتم بہ لن تضلوا بعدی کتاب اللہ، و عمرتی اہل بیتی و لن یفترق حتی یرد علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیما) ترمذی (حسنہ کے ساتھ) اور حاکم نے زید بن ارقم سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے فرمایا: اے لوگو! میں تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم نے اس سے تمک کیا تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے، اور وہ کتاب خدا اور میری عمرت ہے، جو میرے اہل بیت میں، اور دیکھو یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ یہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے، (لہذا اچھی طرح اور خوب سمجھ بوجھ لو!) تم میرے بعد ان کے بارے میں کیا رویہ اختیار کرتے ہو، اور ان کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو؟ اسناد و مدارک کی تحقیق:

اہل بیت ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔
 حصین نے پوچھا: وہ کون حضرات ہیں جن پر صدقہ حرام ہے؟
 زید بن ارقم نے کہا: وہ اولاد علیؑ، فرزندان عقیل و جعفر و عباس ہیں!
 حصین نے کہا: ان تمام لوگوں پر صدقہ حرام ہے؟ زید نے کہا: ہاں۔
 عرض مترجم: اس حدیث کو مسلم نے متعدد اسناد کے ساتھ اپنی صحیح میں نقل کیا ہے لیکن افسوس کہ حدیث کا وہ جملہ جو غدیر خم سے متعلق تھا حذف کر دیا ہے، حالانکہ حدیث غدیر کے سینکڑوں راویوں میں سے ایک راوی زید بن ارقم ہیں جو یہ کہتے تھے: ”اس وقت رسولؐ نے فرمایا: خداوند متعال میرا اور تمام مومنین کا مولا ہے، اس کے بعد علیؑ کے ہاتھ کو پکڑا اور فرمایا: جس کا میں مولا ہوں یہ علی اس کے مولا و آقا ہیں، خدایا! جو اس کو دوست رکھے تو اس کو دوست رکھ، اور جو اس کو دشمن رکھے تو اس کو دشمن رکھ۔“
 البتہ زید بن ارقم نے اپنے عقیدہ کے لحاظ سے اہل بیت کے مصداق میں بھی فرق کر دیا ہے، حالانکہ خود رسولؐ نے اہل بیت سے مراد ایہ تطہیر اور ایہ مباہلہ کے ذیل میں بیان فرما دیا تھا۔
 یہ روایت مندرجہ ذیل کتابوں میں بھی نقل کی گئی ہے:
 مسند احمد بن حنبل ج ۴، ص ۴۶۷، ۴۶۶۔ کنز العمال ج ۱، ص ۱۵۹، ۱۵۸۔ سیوطی؛ در منثور ج ۶، ص ۷۔
 (مذکورہ حدیث سیوطی نے اس کتاب میں ترمذی اور مسلم سے نقل کی ہے)۔
 اکلید ص ۱۹۰۔ القول الفصل ج ۱، ص ۴۸۹۔ عین المیزان ص ۱۲ فتح البیان ج ۷، ص ۲۷۷۔
 ۱ مذکورہ حدیث کو ترمذی نے باب مناقب اہل بیت میں نقل کیا ہے، اور حدیث نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: یہ حدیث حسن اور غریب

ہے۔
 دیکھئے: الجامع الصحیح (ترمذی شریف) ج ۲، ص ۳۰۸۔
 البتہ حاکم نیشاپوری نے اس حدیث کو اس طرح نقل کیا ہے:
 جب رسول خدا ﷺ حجة الوداع سے واپس ہوئے تو غدیر خم کے مقام پر ٹھہرے اور حکم دیا اور کہا یہاں سائبان لگایا جائے، پھر فرمایا:
 کانی قد دعیت فاجبت، انی تارک فیکم الثقلین احديهما اکبر من الآخر کتاب اللہ، و عترتی، فانظروا کیف تخلفونی فیہما، و لن یفترق حتی یرد علی الحوض، ثم قال ﷺ: ان اللہ عز وجل مولای و انا مولی کل مومن، ثم اخذ بید علیؑ فقال: علیہ وسلم ”من کنت مولاه فهذا ولیہ، اللہم وال من والہ و عاد من عادہ۔“

گویا میرے لئے خدا کی طرف سے دعوت ہونے والی ہے جسے مجھے یقیناً قبول کرنا ہوگا، میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑ رہا ہوں، ان میں سے ایک؛ دوسرے سے اکبر ہے (یعنی ایک ثقل اکبر ہے اور دوسری ثقل اصغر) اور یہ کتاب خدا ہے اور میری عترت، پس دیکھو کہ تم میرے بعد کیا ان کے ساتھ سلوک کرتے ہو، یعنی ان کا احترام کرتے ہو یا نہیں؟ یقیناً وہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے، اور میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہونگے، اس وقت فرمایا: بیشک میرا مولا اور سر پرست خدا ہے، اور میں تمام مومنین کا

ساتویں حدیث:

کتاب خدا اور اہل بیت تا بہ حوض کوثر ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے اخرج عبد بن حمید، فی مسندہ، عن زید بن ثابت؛ قال: قال رسول اللہ ﷺ: ((انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ بعدی لن تضلوا کتاب اللہ و عمرتی اہل بیتی، وانما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض)) عبد بن حمید اپنی مسند میں زید بن ثابت^۱ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا: اے لوگو! میں تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم نے اس سے تمسک کیا تو میرے بعد گمراہ نہ ہو گے، اور وہ کتاب خدا اور میری عمرت ہے جو میرے اہل بیت میں، اور یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ یہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہونگے۔^۲

مولا ہوں، پھر علی۔ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اس کا ولی اور آقا علی ہے اے میرے خدا! تو دوست رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے، اور دشمن رکھ اس کو جو علی کو دشمن رکھے۔
حاکم اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: مذکورہ حدیث شرط شیخین (بخاری اور مسلم) کی روشنی میں صحیح ہے۔
ایک وضاحت: امام بخاری اور مسلم نے اپنی کتابوں میں مخصوص شرائط کے ساتھ حدیثوں کو نقل کیا ہے، ممکن ہے ایک حدیث ان حضرات کے نزدیک صحت (اور صحیح ہونے) کے شرائط پر نہ اترے لیکن دوسرے محدثین کے نزدیک صحیح ہو، یا ان کے نزدیک کوئی حدیث صحیح ہو لیکن دوسروں کی نزدیک ضعیف ہو، اور نیز خود ان حضرات کے درمیان بھی حدیث کے شرائط صحت کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے، چنانچہ مسلم نے احادیث کو تین حصوں پر تقسیم کیا ہے
۱۔ وہ احادیث جن کے راوی اعتقاد کے اعتبار سے درست اور نقل روایت میں متفق ہوں، اور ان کی روایتوں میں نہ کسی قسم کی فاحش غلطی اور نہ ہی ان روایتوں کے اندر کوئی شدید اختلاف پایا جاتا ہو
۲۔ وہ احادیث جن کے راوی حفظ اور اتقان میں پہلے درجہ تک نہ پہنچیں
۳۔ وہ احادیث جن کے راوی اکثر محدثین کے نزدیک کذب بیانی میں متہم ہوں۔
مسلم نے اپنی کتاب میں مذکورہ تیسرے طبقے سے روایت نقل نہیں کی ہے۔
امام بخاری کی شرط صحت کے بارے میں حافظ ابو الفضل بن طاهر کہتے ہیں:
احادیث کے تمام راوی موثق ہوں، اور ان کی وثاقت تمام محدثین کے نزدیک متفق علیہ ہونے کے ساتھ ان کی سند بھی متصل ہو، نیز سند مشہور صحابہ میں سے کسی ایک تک منتہی ہوتی ہو۔
حافظ ابو بکر حازمی کہتے ہیں: شرط صحت بخاری کا مطلب یہ ہے کہ حدیث کے تمام اسناد متصل ہوں، اور راوی مسلمان اور صادق ہو، اور ان میں کسی طرح کی خیانت اور غش نہ پائی جائے، اور عادل، حافظہ قوی اور عقیدہ سالم ہو، نیز ہر قسم کے اشتباہات سے دور ہوں۔
مزید معلومات کیلئے حسب ذیل کتابیں دیکھئے:

صحیح مسلم ج ۱، ص ۲۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری ج ۱، ص ۷۔ مترجم۔
نسائی نے بھی مذکورہ حدیث کو الفاظ کے کچھ اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے، اور حدیث کے آخر میں یہ جملہ بھی نقل کیا ہے کہ زید سے جب کسی نے دریافت کیا کہ کیا تم نے اس حدیث کو خود اپنے کانوں سے سنا ہے؟ تو انہوں نے کہا: ایسا کوئی فرد نہیں جو اس سائبان کے نیچے ہو اور اس نے اس حدیث کو نہ سنا ہو۔
قارئین کرام! مذکورہ کتابوں کے علاوہ درج ذیل کتابوں میں بھی یہ حدیث نقل کی گئی ہے:
کنز العمال ج ۱، ص ۱۵۴۔ ذخائر العقبی باب فضائل اہل بیت۔ مسند احمد بن حنبل، ج ۳، ص ۱۷۱۔ سنن بیہقی ج ۲، ص ۱۴۸، ج ۷، ص ۳۰۔ سنن دارمی ج ۲، ص ۴۳۱۔ مشکل الآثار ج ۴، ص ۳۶۸۔ اسد الغابۃ ج ۲، ص ۱۲۔ مستدرک الصحیحین ج ۳، ص ۱۰۹۔ مجمع الزوائد جلد ۱، ص ۱۶۳۔ جلد ۱۰، ص ۳۶۳۔ طبقات ابن سعد جلد ۲، ص ۲۔ حلیۃ الاولیاء جلد ۱، ص ۳۵۵۔ تاریخ بغداد جلد ۸، ص ۴۴۲۔ الصواعق المحرقة ص ۷۵۔ الریاض النضرۃ جلد ۲، ص ۱۷۷۔ نزل الابرار ص ۳۳۔ ینابیع المودۃ، ص ۳۱۔ مصابیح السنۃ ص ۲۰۵۔ جامع الاصول جلد ۱، ص ۱۸۷۔ المواہب اللدنیۃ جلد ۷، ص ۷۔

آٹھویں حدیث:

حدیث ثقلین اخرج احمد، وابو یعلیٰ، عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ ﷺ قال: (انی اوشک ان ادعی فاصیب وانی تارک فیکم الثقلین، کتاب اللہ، وعترتی اہل بیتی و ان اللطیف الخمیر خبرنی انہما لن یفترقا حتی یرد علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیہما) احمد اور ابو یعلیٰ نے ابی سعید خدری سے نقل کیا ہے کہ حضرت رسالتآب نے اپنے (اصحاب کو مخاطب قرار دیتے ہوئے) فرمایا: مجھے عنقریب بلایا جائے گا اور میں چلا جاؤں گا، چنانچہ میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں: (ایک) کتاب خدا اور (دوسری) میری عترت، جو میرے اہل بیت میں، اور بیشک خدائے لطیف و خمیر نے مجھے آگاہ فرمایا ہے کہ یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہوں گی یہاں تک کہ یہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گی پس میں دیکھتا ہوں کہ میرے بعد تم ان کے بارے میں کیا رویہ اختیار کرتے ہو، اور ان سے کیا سلوک کرتے ہو؟ سناد و مدارک کی تحقیق:

نویں حدیث:

اگر رسول کے دو سدا رہونا چاہتے ہو تو اہل بیت سے محبت کرو اخرج الترمذی وحسنہ والطبرانی، عن ابن عباس؛ قال: قال رسول اللہ ﷺ: (اجبوا للہ لما یغذوکم بہ من نعمہ، واجبوا للہ، واجبوا اہل بیتی بحبی) ترمذی (حسن سند کے ساتھ) اور طبرانی نے

^۱ حافظ ابو یعلیٰ احمد بن علی بن مثنیٰ بن یحیٰ بن عیسیٰ بن ہلال تمیمی موصلی؛ آپ ہی محدث الجزیرہ اور کتاب المسند الکبیر کے مؤلف ہیں، آپ ۲۱۰ھ ہجری میں شہر موصل عراق میں پیدا ہوئے، اور ۳۰۷ھ میں وفات پائی، آپ نے احمد بن حاتم بن طویل، یحیٰ بن معین اور دوسرے لوگوں سے روایتیں سنی اور پھر انہیں نقل کیا ہے، آپ کی مشہور کتاب المسند الکبیر ہے، بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں دیکھئے معجم البلدان جلد ۵، ص ۲۲۵۔ شذرات الذہب جلد ۲، ص ۲۵۰۔ تذکرۃ الحفاظ جلد ۲، ص ۷۰۹، ۷۰۷۔

^۲ ابو سعید سعد بن مالک بن سنان بن عبید انصاری خزرجی مدنی خدری؛ آپ کی ہجرت کے تین سال قبل پیدائش ہوئی، اور ۷۲ھ میں وفات ہو گئی، آپ رسول کے ان صحابہ میں سے تھے، جو آپ کے ساتھ اکثر رہا کرتے تھے، آپ نے بیعت الشجرہ میں شرکت کی، اور ۱۲ غزووں میں رسول اسلام کے ہم رکاب جنگ کی، آپ کے باپ شہدائے احد سے تھے، آپ سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں تقریباً ۵۲ حدیثیں نقل کی گئی ہیں، بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں دیکھئے:

حلیۃ الاولیاء ج ۱، ص ۲۹۹۔ الاصابۃ ج ۲، ص ۸۶، ۸۵۔ الاستیعاب ج ۴، ص ۸۹۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۱، ص ۴۴۔

^۳ مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے:

مسند احمد بن حنبل ج ۲، ص ۷۱۔ مسند ابو یعلیٰ ج ۱، ص ۳۸۷۔

(یہ قلمی نسخہ ہے جو ظاہریہ لائبریری دمشق میں موجود ہے)۔

معجم طبرانی ج ۱، ص ۱۲۹۔ (قلمی نسخہ)۔ کنز العمال ج ۱، ص ۱۸۶، ۱۶۷۔ طبقات ابن سعد ج ۲، ص ۱۹۴۔ ذخائر العقبیٰ ص ۱۶۔

ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ رسولؐ نے فرمایا: اے لوگو! خدا کو دوست رکھو کیونکہ وہ تمہیں اپنی نعمتوں سے شکم سیر اور آسودہ کرتا ہے، اور مجھے بھی خدا کیلئے دوست رکھو، اور میری محبت کے واسطے میرے اہل بیت سے محبت کرو۔

دسویں حدیث:

اہل بیتؑ کی بارے میں رسولؐ کا خیال رکھو! خرج البخاری، عن ابی بکر الصدیقؓ؛ قال: ((ارقبوا محمد رسول اللہ ﷺ فی اہل بیت))

امام بخاریؒ حضرت ابو بکر صدیقؓ سے نقل کرتے ہیں: رسول اسلام کا ان کے اہل بیتؑ کے بارے میں پورا پورا لحاظ اور پاس رکھو! اسناد و مدارک کی تحقیق:

^۱ مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے:

الجامع الصحیح ج ۲، ص ۳۰۸، باب ”مناقب اہل بیت“

(ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث سند کے اعتبار سے حسن اور غریب ہے)۔

معجم الکبیر للطبرانی ج ۱، ص ۱۲۵، ج ۳، ص ۹۳۔

سیوطی نے اس کتاب کے علاوہ تفسیر درمنثور میں ترمذی، طبرانی، حاکم اور بیہقی سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

مستدرک الحاکم ج ۲، ص ۱۴۹، کنز العمال ج ۶، ص ۳۱۶، منتخب کنز العمال ج ۵، ص ۹۳، جامع الاصول ابن اثیر ج ۹، ص ۱۵۴ جلد ۱۰،

ص ۱۱۰، تاریخ ج ۴، ص ۱۵۹، اسد الغابۃ ج ۲، ص ۱۲، ذخائر العقبیٰ ص ۱۸، مستدرک الصحیحین ج ۳، ص ۱۵۰، میزان الاعتدال ج ۲، ص

۴۳، مشکاة المصابیح ص ۵۷۳، نزل الابرار ص ۳۴، ینابیع المودة ص ۱۹۲ و ۲۷۱۔

^۲ ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بدر بن بخاری حنفی؛ موصوف ۱۹۴، ص ۲۵۶، اور ۲۵۶، ص میں

قرینہ خرتنگ سمرقند میں وفات پائی، آپ کی مشہور کتاب الجامع الصحیح (صحیح بخاری) ہے، بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں

دیکھئے:

تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۵۵۷، ۵۵۵، تاریخ بغداد ج ۲، ص ۱۶، الجرح والتعديل ج ۳، ص ۱۹۱، وفيات الاعیان ج ۳، ص ۵۷۶، شذرات الذہب

ج ۲، ص ۱۳۴، جامع الاصول ج ۱، ص ۱۸۶، ۱۸۵۔

^۳ ابو بکر عبد اللہ بن عثمان قرشی تمیمی صحابی؛ آپ رسول خداؐ کے بار غار اور بزرگ صحابی میں سے تھے، آپ کا نام زمانہ جاہلیت

میں عبد العزیٰ یا عبد اللات تھا، لیکن اسلام قبول کرنے کے بعد عبد اللہ رکھ دیا گیا، موصوف ہی نے رسولؐ کی وفات کی بعد زمام

خلافت کو سنبھالا، اور اپنی حکومت میں عراق اور فلسطین کے اطراف کو جو ابھی تک اسلامی حکومت کے بالکل کنٹرول میں نہیں

تھے، ان کو فتح کیا، اور دو سال کچھ کم حکومت کرنے کے بعد ۶۳ سال کی عمر میں ۱۳ھ میں وفات پائی، بقیہ حالات زندگی درج

ذیل کتابوں میں دیکھئے:

تذکرۃ الحفاظ ج ۱، ص ۲۰۵، الاصابۃ ج ۴، ص ۱۰۴، ۹۷۔

^۴ مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی نقل کی گئی ہے:

صحیح بخاری ج ۳، ص ۲۵۱، باب ”مناقب قرابۃ الرسول“ طبری؛ ذخائر العقبیٰ ص ۱۸، کنز العمال ج ۷، ص ۱۰۶، الصواعق المحرقة ص

۲۲۸، در منثور ج ۶، ص ۷۔

کاش خلیفہ اول حضرت ابوبکر اس حدیث کے مضمون پر عمل کرتے جسے خود انہوں نے نقل کیا ہے!! حضرت ابو بکر کا اہل بیت کے

ساتھ کیا رویہ تھا، اس سلسلے میں کتاب النص والاجتہاد، مؤلفہ سید شرف الدین، فصل اول نمبر ۱-۷، ۹-۸ دیکھئے۔

گیارہویں حدیث:

دشمن اہل بیت جہنم کی ہوا کھائے گا اخرج الطبرانی، و الحاکم، عن ابن عباس، قال: قال رسول اللہ ﷺ: (یا بنی عبدالمطلب انی قد سألت اللہ لکم ثلاثاً، ان یثبت قلوبکم و ان یعلم جاہلکم، و یشد صلاکم، و سألته ان یجعلکم جوداء نجباء رجاء، فلو ان رجلاً صنف بین الرکن والمقام فضلی و صام ثم مات و هو مبغض لاهل بیت محمد (ص) دخل النار) طبرانی اور حاکم ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر اسلام نے ارشاد فرمایا: اے بنی عبدالمطلب! میں نے خدا سے تمہارے لئے تین چیزیں طلب کی ہیں،

(اول) یہ کہ وہ تمہارے دلوں کو ثابت قدم رکھے، (دوم) یہ کہ تمہارے جاہلوں کو تحصیل علم کی توفیق عطا کرے،

(سوم) یہ کہ تم میں سے جو راہ راست سے بھٹکے ہوئے ہیں ان کی ہدایت فرمائے، اور میں نے خدا سے چاہا ہے کہ وہ تم کو سخی، دلیر اور باہمی رحم و کرم کا خوگر بنائے (کیونکہ یہ طے ہو چکا ہے کہ) جو شخص رکن و مقام کے درمیان نمازیں ادا کرے، اور روزے رکھے۔

(اور اپنی ساری عمر اسی طرح گزار دے) لیکن اگر وہ بغض اہل بیت لے کر مرا تو وہ جہنم میں جائے گا^۱ اسناد و مدارک کی تحقیق:

^۱ یہ مسجد الحرام میں دو مقدس مقام کے نام ہیں

^۲ مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے:

المعجم الكبير ج ۳، ص ۱۲۱۔ حاکم؛ مستدرک الصحيحین ج ۳، ص ۱۴۸۔

حاکم اس حدیث کو ابن عباس سے مرفوع سند کے ساتھ نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: یہ حدیث بشرط مسلم صحیح ہے۔

مجمع الزوائد ج ۹، ص ۱۷۱۔ منتخب کنز العمال ج ۵، ص ۳۰۶۔ تاریخ بغداد ج ۳، ص ۱۲۲۔ الصواعق المحرقة ص ۱۴۰۔ محب الدین طبری؛ ذخائر العقبی ص ۱۸۔

محب الدین طبری نے اس حدیث کو اپنی مذکورہ کتاب میں اختصار کے طور پر نقل کیا ہے، اور کہتے ہیں: یہ حدیث ملا قاری نے اپنی کتاب ”السيرة“ میں نقل کیا ہے۔

ملاقاری؛ کتاب السيرة۔ دیلمی؛ مسند الفردوس (قلمی نسخہ لالہ لی لائبریری)

دیلمی نے اس حدیث کو ابن عباس سے اس طرح نقل کیا ہے:

((لو ان رجلاً صنف قدمیه بین الرکن والمقام و صام و صلی ثم لقی اللہ مبغضاً لآل محمد دخل النار))

پس جو شخص رکن و مقام کے درمیان کھڑے کھڑے روزے اور نمازیں ادا کرے، (اور اپنی ساری عمر اسی طرح گزار دے) لیکن اگر بغض اہل بیت لے کر مرا تو وہ جہنم میں جائے گا

بارہویں حدیث :

بنی ہاشم کا بغض باعث کفر ہے اخرج الطبرانی، عن ابن عباس؛ قال: قال رسول اللہ ﷺ: (بغض بنی ہاشم والا نصار کفر، وبغض العرب نفاق) طبرانی ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: بنی ہاشم اور انصار سے بغض رکھنا باعث کفر ہے، اور عرب (لوگوں) سے دشمنی رکھنا موجب نفاق ہے^۲۔

تیرہویں حدیث:

اہل بیت سے بغض رکھنے والا منافق ہے اخرج ابن عدی، فی ”الاکمیل“، عن ابی سعید خدری؛ قال: قال رسول اللہ ﷺ: (من ابغضنا اہل الیت فهو منافق) ابن عدی اکتاب الکمیل میں ابی سعید خدری سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: جو اہل بیت سے بغض اور دشمنی رکھتا ہے وہ منافق ہے^۳۔

^۱ مذکورہ حدیث محل اشکال معلوم ہوتی ہے کیونکہ یہ نص قرآن سے متعارض ہے، اس لئے کہ انسان کی فضیلت تقویٰ اور اس کے کردار سے ہوتی ہے، علاوہ اس کے جو در رسول اسلام نے متعدد مقامات پر فرمایا ہے کہ عرب کو عجم پر اور قرشی کو حبشی پر کوئی فضیلت نہیں ہے، فضیلت صرف تقویٰ الہی سے ہوتی ہے، احتمال قوی ہے کہ یہ حدیث اس زمانہ میں گڑھی گئی کہ جب ذات پات اور نژاد پرستی کا دور دورہ تھا، ورنہ اس حدیث کے مطابق ابو لہب کو جو بنی ہاشم سے تھا دیگر مسلمانوں پر فوقیت حاصل ہوجائیگی جبکہ اس کے بارے میں قرآن کی نص ہے کہ وہ جہنمی ہے! لیکن اہل بیت کی فضیلت خاندان پرستی کی بنا پر نہیں ہے، ان کی فضیلت ان کی ذاتی لیاقت، شرافت اور کرامت کی بنا پر ہے۔ مترجم

^۲ ابو احمد عبد اللہ بن عدی جرجانی مشہور بہ ابن قطان؛ موصوف کی پیدائش ۲۷۷ ھ میں جرجان میں ہوئی، اور ۳۶۵ ھ میں چل بسے، آپ بہت بڑے محدث، فقیہ اور علم رجال کے ماہر عالم تھے، آپ نے طلب علم میں مختلف شہروں کا سفر کیا، آپ کی بعض کتابیں ہیں:

الکامل، المعجم، الانتصار اور اسماء الصحابة۔

موصوف کے حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں دیکھئے:

تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۹۴۰ لسان المیزان ج ۱ ص ۱۶۔ اللباب ج ۱ ص ۲۱۹۔ شذرات الذہب ج ۳ ص ۵۱۔

^۳ مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے:

ذخائر العقبیٰ۔

(اس حدیث کو اس کتاب میں مناقب احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے)۔

مناوی؛ کنوز الحقائق ص ۱۳۴۔ ینایع المودة ص ۴۷ سیوطی در منثور ج ۶ ص ۷۔

مذکورہ حدیث بعض نسخوں میں اس طرح وارد ہوئی ہے:

من ابغض اہل البيت فهو منافق۔

جو بھی اہل بیت سے دشمنی رکھے وہ منافق ہے

چودھویں حدیث:

اہل بیت کا دشمن یقیناً جہنم میں جائے گا اخرج ابن جان فی صحیحہ، وحاکم، عن ابی سعید خدری؛ قال: قال رسول اللہ ﷺ: (والذی نفسی بیدہ لا یبغضنا اہل البیت رجل الا ادخلہ اللہ النار) ابن جان (اپنی صحیح میں) اور حاکم، ابی سعید خدری سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اسلام نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، جو اہل بیت کو دشمن رکھے گا خدا یقیناً اسے جہنم میں داخل کرے گا^۱۔ اسناد و مدارک کی تحقیق:

پندرھویں حدیث:

اہل بیت سے بغض و حسد رکھنے والا حوض کوثر سے دھتکارا جائے گا اخرج الطبرانی، عن الحسن بن علی رضی اللہ عنہما انہ قال لمعاویہ بن خدیج: یا معاویہ بن خدیج! ایاک و بغضنا، فان رسول اللہ ﷺ قال: (لا یبغضنا احد، ولا یحسدنا احد الا ذی یوم القیامۃ عن الحوض بیاط من نار طبرانی حسن بن علی سے نقل کرتے ہیں کہ امام حسن نے معاویہ بن خدیج کو مخاطب قرار دیتے ہوئے کہا:

^۱ ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان ن تمیمی بستی؛ موصوف ۲۷۰ ھ میں متولد ہوئے، اور سیستان میں ۳۵۴ ھ میں وفات پائی، آپ علم فقہ، حدیث، طب، نجوم اور لغت میں کافی دست رس رکھتے تھے، آپ سمرقند کے قاضی بھی تھے، آپ نے متعدد کتابیں تالیف کی ہیں ان میں سے کچھ یہ ہیں: ۱۔ المسند الصحیح، الضعفاء اور التاریخ۔ آپ شہر نیشاپور، بخارہ، نسا اور سیستان میں قیام پذیر رہے، بقیہ حالات زندگی حسب ذیل کتاب میں دیکھئے: تذکرۃ الحفاظ ج ۳، ص ۹۲۴، ۹۲۰۔
^۲ مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے: بیہمی؛ الظمان الی زوائد ابن حبان ص ۵۵۵ (بیہمی نے اس کتاب میں لفظ اہل البیت حذف کر دیا ہے) الصواعق المحرقة ص ۲۳۷، ابن حجر۔

حاکم؛ مستدرک الصحیحین ج ۳، ص ۱۵۰۔ حاکم کہتے ہیں: یہ حدیث بشرط صحیح مسلم صحیح ہے۔ سیوطی؛ الخصائص الکبریٰ ج ۲، ص ۲۶۶۔ در منثور ج ۶، ص ۲۱۸۔ اور سیوطی کہتے ہیں: یہ حدیث احمد بن حنبل، حاکم اور ابن حبان نے ابو سعید خدری سے نقل کی ہے۔

^۳ ابو محمد امام حسن مجتبیٰ ابن علی ابی طالب [ع] ہاشمی؛ آپ کی ولادت با سعادت ۱۵ رمضان ۲ ھ میں ہوئی، اور ۵۰ ھ میں معاویہ کے بہکانے پر آپ کی بیوی جعدہ نے آپ کو زیر دیدیا، جس کی بنا پر آپ کی شہادت واقع ہو گئی، آپ کی اور امام حسین - کی ہی شان میں رسول اسلام نے فرمایا: "الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنة" حسن اور حسین جوانان جنت کے سردار ہیں، بہر حال حضرت علی - کی شہادت کے بعد عراق کے لوگوں نے امام حسن - کی بیعت کی، بیعت کے بعد حضرت امام حسن - معاویہ بن ابی سفیان سے اس کی سرکشی کی بنا پر نبرد آزما ہوئے، لیکن آپ کے لشکر والوں نے آپ کے ساتھ دھوکہ دیا، اور معاویہ کی دولت کے چال میں آکر وہ حضرت بی کے مقابلہ میں آگئے، جسکی وجہ سے ناگزیر ہوکر امام حسن - نے معاویہ سے صلح کی، اور مدینہ پلٹ آئے، آپ کے حالات زندگی متعدد کتابوں نقل کئے گئے ہیں ان میں سے چند یہ ہیں: فی رحاب ائمۃ اہل البیت ج ۲، ص ۴۶۔ حلیۃ الاولیاء ج ۲، ص ۴۵، ۳۹۔ الاستیعاب ج ۱، ص ۳۹۴، ۳۸۳۔ الاصابۃ ج ۲، ص ۱۳، ۱۱۔

اے معاویہ بن خدیج! ہمارے بغض سے اجتناب کر، کیونکہ رسول نے ارشاد فرمایا ہے: جو بھی ہم سے بغض اور حسد کرے گا اسے روز قیامت آتشیں کوڑوں سے دھتکار کے بھگا دیا جائے گا^۱۔

سولھویں حدیث:

عمرت رسول کے حق کو اعتراف نہ کرنے والا منافق، حرامی اور ولد الخیض ہوگا، خرج ابن عدی، والیہتی فی ”شعب الایمان“، عن علیؑ؛ قال: قال رسول اللہ ﷺ: (من لم یعرف حق عمرتی والانصار فوالحدی ثلاث، اما منافق، واما لزیئ، واما لغير طور۔ یعنی حلتہ امہ علی غیر طہر)۔ ابن عدی اور بیہقی^۲ اپنی کتاب شعب الایمان میں آنے علیؑ سے نقل کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: جو میری عمرت

^۱ معاویہ بن خدیج بن عقبہ سکونی کنندی؛ موصوف کا معاویہ بن ابو سفیان کے قریب مشاوروں میں شمار ہوتا ہے، اور بغض اہل بیت میں بہت زیادہ شہرت رکھتے تھے، چنانچہ علامہ مدائنی ابو طفیل سے اس طرح نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ امام حسن - نے اپنے ایک صحابی سے فرمایا: کیا تم معاویہ بن خدیج کو پہچانتے ہو؟ اس نے کہا: ہاں، تو امام نے کہا: اب جب بھی تم اسے دیکھو تو مجھے خبر کرنا، پس اس صحابی نے معاویہ بن خدیج کو عمر و بن حرب کے گھر سے نکلتا ہوا دیکھا، تو اس نے امام سے کہا: یہی معاویہ بن خدیج ہے، حضرت نے اس کو بلایا اور کہا: انت شاتم علیاً عند ابن اکلہ الاکباد؟! تو ہی بندہ جگر خوار کے بیٹے کے نزدیک میرے باپ علی کو گالی دیتا ہے:

((واللہ لئن وردت الحوض ولا تردہ لترینہ مشمرا عن ساقیہ حاسراً عن ذراعہ ینزود عنہ المنافقین))

خدا کی قسم جب تو روز قیامت حوض کوثر کے کنارے پہنچے گا، تو پتہ چلے گا کہ تو برگز وہاں سے نہیں گزر سکے گا، اور وہاں علی - کو دیکھے گا کہ وہ اپنی آستینوں اور پانجامہ کو سمیٹے منافقین کیلئے بالکل آمادہ کھڑے ہیں، اور منافقوں کو پکڑ پکڑ کر حوض کوثر سے دور کر رہے ہیں۔

مزید معلومات کیلئے دیکھئے: فی رحاب ائمہ اہل البیت جلد ۳، ص ۲۸۔ ۷۲۔

^۲ مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی منقول ہے: طبرانی؛ المعجم الکبیر جلد ۱، ص ۱۲۴، وص ۱۳۲ (قلمی نسخہ، ظاہریہ لائبریری دمشق سورہ) مجمع الزوائد جلد ۹، ص ۱۷۲۔ کنز العمال ج ۶، ص ۲۱۸۔ منتخب کنز العمال جلد ۵، ص ۹۴۔ درمنثور جلد ۶، ص ۷۔ طبرانی نے مذکورہ حدیث کے ضمن میں ایک واقعہ نقل کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے: ابو مسلم عبد اللہ بن عمر و واقفی کشی چند واسطے کے بعد معاویہ بن خدیج سے نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ یزید بن معاویہ نے مجھے (معاویہ بن خدیج) بلایا اور حضرت امام حسن کی بیٹی یا آپ کی بہن سے اپنا رشتہ طے کرنے کیلئے بھیجا، جب اس چیز کو میں نے امام حسن سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا: ”انا قوم لا نزوج نساننا حتی نستامرین فاتہا“ ہم وہ لوگ ہیں جو اپنی بیٹیوں کی شادی کسی سے نہیں کرتے مگر ان سے مشورہ کرنے کے بعد، لہذا تو خود اس کے پاس جا اور اپنے مطلب کو بیان کر، معاویہ بن خدیج امام کی بات کو سن کر آپ کی دختر کے پاس گیا، اور اپنے مطلب کو بیان کیا، تو اس باعفت دختر نے فرمایا: خدا کی قسم میں یہ کام برگز نہیں کر سکتی، اس لئے کہ اگر یہ کام انجام پا گیا تو تیرا دوست (یزید) فرعون ہو گا جو بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرتا تھا، اور پھر ان کی لڑکیوں کو قیدی بنا لیتا تھا، میں (معاویہ بن خدیج) یہ سن کر بہت پشیمان ہوا، اور امام کے پاس آکر عرض کیا: آپ نے ایسی لڑکی کے پاس بھیجا تھا جو نہایت زیرک اور لا جواب خطیب ہے، وہ تو امیر المومنین معاویہ کے بیٹے کو فرعون کہہ رہی ہے! اس وقت امام نے فرمایا: یا معاویہ بن خدیج! ایک و بغضنا، فان رسول اللہ ﷺ قال: (لا یبغضنا احد، ولا یحسدنا احد الا ید یوم القیامۃ عن الحوض بسباط من نار) اے معاویہ بن خدیج! ہمارے بغض سے اجتناب کر، کیونکہ رسول نے ارشاد فرمایا ہے: جو بھی ہم سے بغض اور حسد کرے گا اسے روز قیامت آتشیں نیزوں سے دھتکار کے بھگادیا جائیگا۔

^۳ ابوبکر احمد بن حسین بن علی بن موسیٰ خسرو جردی بیہقی؛ موصوف ۳۸۴ھ میں متولد ہوئے، اور ۴۵۸ھ میں وفات پائے، آپ کی جملہ کتابوں میں سے حسب ذیل کتابیں یہ ہیں: السنن، الآثار، شعب الایمان اور دلائل النبوة۔ موصوف کے حالات زندگی حسب ذیل کتابوں میں دیکھئے: تذکرۃ الحفاظ ج ۳، ۱۱۳۵، ۱۱۳۲۔ الاعلام ج ۱، ص ۱۱۳۔

اور انصار کے حق کو نہ پہنچانے وہ تین حالتوں سے خالی نہیں: یا وہ منافق ہوگا، یا زنا زادہ یا پھر اس کا لفظ ایام عادت میں استتار پایا ہوگا (یعنی اس کی ماں کے رحم میں اس کا لفظ اس وقت قائم ہوا ہو جب اس کی ماں حیض کی حالت میں ہو^۱)

گزشتہ اسناد و مدارک کی تحقیق:

سترہویں حدیث:

رسولؐ کا آخری ارشاد: میرے اہل بیت کے بارے میں میرا پاس رکھنا خرج الطبرانی فی الاوسط، عن ابن عمر؛ قال: (آخر ما تكلم به رسول الله ﷺ: (اخلفوني في اهل بيتي) - طبرانی کتاب ”المعجم الاوسط“ میں ابن عمر^۲ سے نقل کرتے ہیں: رسول اکرمؐ نے آخری وقت (جب آپ دنیا سے رخصت ہو رہے تھے) جس جملہ کو ارشاد فرمایا وہ یہ تھا: اہل بیت کے بارے میں تم میرا لحاظ رکھنا^۳۔

اٹھارہویں حدیث:

بے حب اہل بیت تمام اعمال بیکار میں اخرج الطبرانی فی الاوسط، عن الحسن بن علی رضی اللہ عنہما؛ ان رسول الله ﷺ قال: (الزموا مودتنا اهل البيت فانه من لقي الله وهو يودنا دخل الجنة بشا عتنا، والذی نفسی بیده لا ینفع عبدًا علمه الا بمعرفه حقنا) طبرانی کتاب ”المعجم الاوسط“ میں علیؑ سے نقل کرتے ہیں کہ رسولؐ نے فرمایا: ہم اہل بیت کی محبت و مودت کی گرہ (اپنے دلوں میں) مضبوط باندھ لو، اور اسے اپنے اوپر لازم قرار دے لو۔

^۱ مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی منقول ہے: کنز العمال جلد ۶، ص ۲۱۸۔ منتخب کنز العمال ج ۵، ص ۹۴۔ الفصول المهمة ص ۲۷۔ الصواعق المحرقة ص ۲۳۱۔

^۲ ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب؛ موصوف ہجرت کے دس سال پہلے مکہ میں پیدا ہوئے، اور ۷۳ھ میں مکہ میں وفات پائی، صاحبان کتب صحاح ستہ نے آپ سے اپنی کتابوں میں ۲۶۳۰ حدیثیں نقل فرمائی ہیں، آپ کے بقیہ حالات زندگی حسب ذیل کتابوں میں دیکھئے: الاصابة ج ۴، ص ۱۰۷، ۱۰۹۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۱، ص ۴۰، ۳۷۔

^۳ مذکورہ حدیث درج ذیل کتابوں میں نقل کی گئی ہے: بیہمی؛ مجمع الزوائد ج ۹، ص ۱۴۶۔ اس حدیث کو بیہمی نے اس کتاب میں طبرانی سے نقل کیا ہے۔ الصواعق المحرقة ص ۹۰۔ نہانی بیرونی؛ الشرف المؤید

کیونکہ جو بھی ہماری محبت لے کر مرے گا وہ ہماری شفاعت سے جنت میں داخل ہوگا، (اور بلا شک جس کے دل میں ہماری محبت نہ ہوگی وہ جہنم میں جائے گا) قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، کسی کا کوئی عمل فائدہ مند نہیں ہوگا مگر ہمارے حق کی معرفت کے ساتھ۔

اسناد و مدارک کی تحقیق:

ایسویں حدیث:

اہل بیت کا دشمن بروز قیامت یہودی محذور ہوگا اخرج الطبرانی فی الاوسط، عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ؛ قال: خطبنا رسول اللہ ﷺ فسمعتہ وھو یقول: (ایہا الناس من البغضنا اہل الیبت حشرہ اللہ تعالیٰ یوم القیامۃ یہودیاً) طبرانی ”المعجم الاوسط“ میں جابر بن عبد اللہ^۲ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اسلام نے (ایک دن) خطبہ دیا جس میں آپ کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا: اے لوگو! جس نے اہل بیت سے بغض رکھا خدا روز قیامت اسے یہودی محذور کرے گا۔

^۱ مذکورہ حدیث درج ذیل کتابوں میں نقل کی گئی ہے: بیہقی؛ مجمع الزوائد ج ۹، ص ۱۷۲۔ اس حدیث کو بیہقی نے طبرانی کی کتاب معجم اوسط سے اس کتاب میں نقل کیا ہے۔ الصواعق المحرقة ص ۲۳۰۔

^۲ ابو عبد اللہ جابر بن عبد اللہ بن عمر انصاری سلمی؛ آپ کا شمار رسول کے جلیل القدر صحابیوں، اور موثق راویوں میں ہوتا ہے، آپ ہجرت سے بیس سال قبل پیدا ہوئے، آپ عقبہ ثانیہ میں اپنے باپ کے ساتھ رسول کی خدمت میں مشرف ہوئے، حالانکہ اس وقت آپ بہت چھوٹے تھے، امام بخاری نقل کرتے ہیں: جنگ بدر میں جناب جابر کے ذمہ پانی کا اٹھانا، اور اس کا بند و بست کرنا تھا، اس کی بعد آپ نے ۱۸ جنگوں میں رسول کے ساتھ شرکت کی، اور کلبی کے نقل کے مطابق آپ نے جنگ صفین میں حضرت علیؓ کی طرف سے شرکت کی، بہر حال آپ کا شمار بہت اچھے حفاظ احادیث میں سے ہوتا ہے، چنانچہ آپ کی طرف ایک صحیفہ بھی منسوب ہے جس کے سلسلہ رواۃ میں پہلا فرد سلیمان بن قیس یشکری ہے، آپ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے، اور آپ نے ۷۴ ھ میں ۹۴ سال کی عمر میں مدینہ میں وفات پائی، آپ کے حالات زندگی کے مطالعہ کیلئے مندرجہ کتابیں دیکھئے: الاستیعاب ج ۱، ص ۲۲۰، ۲۱۹۔ طبقات ابن سعد ج ۵، ص ۴۶۷۔ تہذیب التہذیب ج ۴، ص ۲۱۴۔ اسد الغابۃ ج ۱ ص ۳۵۸، ۳۵۶۔

بیسویں حدیث:

جو بنی ہاشم کو دوست نہ رکھے وہ مؤمن نہیں اخرج الطبرانی فی الاوسط، عن عبد اللہ بن جعفر؛ قال: سمعت رسول اللہ ﷺ يقول: (یا بنی ہاشم، انی قد سألت اللہ لکم ان یجعلکم نجباء رعاء، وسألتہ ان یدعی ضاکم، ویؤمن خاکم، ویشیع جاکم، والذی نفسی بیدہ لا یؤمن احد حتی یجعلکم بحبی، اترجون ان تدخلوا البیت بشاعی ولا یرجوا بنو عبد المطلب) طبرانی المعجم الاوسط میں عبد اللہ بن جعفر اے نقل کرتے ہیں کہ رسول اسلام سے میں نے سنا کہ آپ نے فرمایا: اے بنی ہاشم! میں نے خدا سے تمہارے لئے (چند چیزوں کو چاہا ہے): یہ کہ وہ تمہیں شجاع قرار دے، اور باہمی رحم و کرم کا غر بنائے، یہ کہ جو تم میں بھٹک جائے اس کی راہنمائی فرمائے، اور جو تم میں خائف اور کمزور ہوں ان کو امن و امان میں رکھے، جو بھوکے ہوں انہیں شکم سیر کرے، اس ذات کی قسم جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، کوئی بھی شخص سچا مسلمان اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ میرے واسطے سے تم سے محبت نہ کرے، اے لوگو! کیا تم یہ سوچ سکتے ہو کہ تم میری شفاعت کے ذریعہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ، اور بنی عبد المطلب یہ امید نہ رکھیں! (یہ ہرگز نہیں ہو سکتا بلکہ وہ میری شفاعت کے تمہاری نسبت زیادہ حقدار میں^۲) اسناد و مدارک کی تحقیق:

اکیسویں حدیث:

اہل بیت امت مسلمہ کے لئے امان میں اخرج ابن ابی شیبہ، وسند فی منہما، والحکیم الترمذی، فی نوادر الاصول، وابو یعلیٰ والطبرانی، عن سلمۃ بن الکوع؛ قال: قال رسول اللہ ﷺ: (النجوم امان لابل السماء وابل بیتی امان لامتی)

^۱ عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب ہاشمی قرشی؛ آپ رسول اسلام کے خاص صحابی، تھے ماں کانام اسماء بنت عمیس تھا، ہجرت کے پہلے سال آپ کی ولادت حبشہ کی سر زمین پر ہوئی، آپ ہی مسلمان کے پہلے وہ فرزند تھے جس کی پیدائش حبشہ میں ہوئی، اس کے بعد آپ اپنے باپ کی ساتھ مدینہ آئے، اور حدیث رسول کو حفظ کرنے کے بعد نقل کرنے لگے، اور بعد میں بصرہ، کوفہ اور شام میں سکونت اختیار کی، اور اپنے نہایت جود و سخاوت کی بنا پر سخی و کریم جیسے القاب سے مشہور ہوئے، آپ نے جنگ صفین میں حضرت علیؓ کی طرف سے ایک ممتاز لشکر کی حیثیت سے جنگ میں شرکت کی، اور ۹۰ سال کی عمر میں ۹۰ھ میں شہر مدینہ میں وفات پائی۔

^۲ مذکورہ حدیث درج ذیل کتابوں میں نقل کی گئی ہے: بیہمی؛ مجمع الزوائد ج ۹، ص ۱۷۰۔ بیہمی نے اس حدیث کو اس کتاب میں طبرانی سے نقل کیا ہے۔ کنز العمال ج ۶، ص ۲۰۳۔ حاکم؛ مستدرک الصحیحین ج ۳، ص ۱۴۸۔ حاکم کہتے ہیں: یہ حدیث شرط مسلم کے اعتبار سے صحیح ہے۔ الصواعق المحرقة ص ۱۴۰۔

ترجمہ:- ابن ابی شیبہ^۱ اور مسند^۲ نے اپنی اپنی ”مذہب“ میں اور حکیم ترمذی^۳ نے اپنی کتاب ”نوادر الاصول“ میں نیز ابو یعلیٰ و طبرانی نے سلمہ بن اکوع^۴ سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے فرمایا: جیسے اہل آسمان کیلئے ستارے باعث امان میں اسی طرح میری امت کیلئے میرے اہل بیت امن و نجات کے مرکز میں ۵۔

بائیسویں حدیث:

دو چیزوں سے تمک رکھنے والا کبھی گمراہ نہ ہوگا اخرج البزار، عن ابی ہریرۃ؛ قال: قال رسول اللہ ﷺ: (انی خلفت حکم اثنین لن تضلوا بعد ہما کتاب اللہ و نسبتی و لن یفترقا حتی یردا علی الخوض) بزار نے ابو ہریرہ سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا ﷺ

^۱ ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان کوفی؛ موصوف ۱۵۹ھ میں پیدا ہوئے، اور ۲۵۳ھ میں وفات پائی، آپ مقام رصافہ میں استاذ تھے، اور آپ کا اپنے زمانہ کے مشہور محدثین میں شمار ہوتا تھا، آپ کے حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ کریں:

طبقات ابن سعد ج ۶، ص ۲۷۷۔ فہرست ندیم ص ۲۲۹۔ تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۱۷، ۶۶۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۲، ص ۴۳۳، ۴۳۲۔ شذرات الذہب ج ۲، ص ۸۵۔

^۲ ابو الحسن مسدد بن مسر ہد اسدی بصری؛ یہ وہ فرد ہیں جن سے ابو ذر عہ، بخاری، ابوداؤد، قاضی اسمعیل، اور ابو حنیفہ وغیرہ نے حدیثیں نقل کی ہیں، آپ پہلے وہ فرد ہیں جنہوں نے بصرہ میں مسند کی تالیف پر کام شروع کیا، چنانچہ آپ کو اپنے زمانہ کا امام المصنفین اور حجت کہا جاتا ہے، آپ کی امام احمد بن حنبل سے خط و کتابت جاری رہتی تھی، آپ کی موت ۲۲۸ھ میں واقع ہوئی، بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ کریں: طبقات حنابلہ ج ۱، ص ۴۵۳، ۳۴۱۔ الاعلام ج ۸، ص ۱۰۸۔ ابن سعد ج ۶، ص ۲۷۷۔

^۳ ابو عبد اللہ محمد بن علی بن حسن بن شیر ملقب بہ حکیم ترمذی؛ آپ کا خراسان کے بزرگ اساتذہ میں شمار ہوتا تھا، آپ اپنے باپ اور قتیبہ بن سعید و دیگر لوگوں سے حدیث نقل کرتے تھے، آپ کی اہم ترین تالیف نوادر الاصول فی معرفۃ اخبار الرسول، ختم الولایہ، علل الشریعہ والفروق ہیں، آپ کی موت ۲۸۵ھ میں ہوئی، بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ کریں: طبقات الشافعیہ حنابلہ ج ۲، ص ۲۰۔ الاعلام ج ۷، ص ۱۵۶۔ معجم المؤلفین ج ۱۰، ص ۳۱۵۔

^۴ سلمہ بن عمرو بن اکوع؛ آپ عرب کے مشہور شجاع لوگوں میں سے تھے، آپ کی پیدائش ہجرت کے چھ سال قبل ہوئی، اور بیعت الشجرہ میں رسول کے ہاتھوں پر جان نثاری کی غرض سے بیعت کی، اور رسول کے ساتھ سات جنگوں میں شریک ہوئے، اور ۷۴ھ ہجری میں وفات پائی، آپ کے بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ کریں: الاصابہ ج ۳، ص ۱۱۸۔ طبقات ابن سعد ج ۴، ص ۳۸۔

^۵ مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی نقل کی گئی ہے: مستدرک الصحیحین ج ۳، ص ۴۵۷۔ جو حدیث اس کتاب میں نقل ہوئی ہے اس کے الفاظ میں تھوڑا سا فرق پایا جاتا ہے۔ کنز العمال ج ۶، ص ۶۱۲۔ ج ۷، ص ۲۱۷۔ مجمع الزوائد ج ۹، ص ۱۷۴۔ (نقل از طبرانی) محب الدین طبری؛ ذخائر العقبی ص ۱۷۔ محب الدین طبری نے اس حدیث کو حضرت علی سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا: ”النجوم امان لابل السماء فاذا ذہبت النجوم ذہب ابل السماء و ابل بیٹی امان لابل الارض فاذا ذہب ابل بیٹی ذہب ابل الارض“ ستارے آسمان والوں کیلئے امان ہوتے ہیں لہذا جب بھی ستارے آسمان سے ختم ہوجائیں تو آسمان والے بھی ختم اور نابود ہوجائیں گے، اسی طرح میرے اہل بیت اہل زمین کیلئے امان ہیں لہذا اگر اہل بیت روئے زمین سے چلے جائیں تو اہل زمین کا بھی خاتمہ ہوجائیگا اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد طبری کہتے ہیں: یہ حدیث میں نے احمد بن حنبل کی کتاب المناقب سے نقل کی ہے۔

^۶ ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق بزار بصری مؤلف ”المسند“؛ آپ نے بصرہ سے بغداد کی طرف ہجرت کی، اور وہاں پر محدث جیسے عہدے پر فائز ہو گئے، دوبار اصفہان سفر کیا، اور سہلہ میں ۲۹۱ھ میں وفات پائی، آپ کے بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ کریں: تذکرۃ الحفاظ ج ۲، ص ۶۵۴، ۶۵۳۔ ذکر اخبار اصفہان ج ۱، ص ۱۰۴۔ لسان المیزان ج ۱، ص ۲۳۷۔ تاریخ بغداد ج ۴، ص ۳۳۴۔

^۷ ابو ہریرہ عبد الرحمن بن صخر (یا عمیر بن عامر) دوسی؛ دور جاہلیت میں موصوف کا نام عبد الشمس تھا، اور آپ فتح خیبر کے موقع پر مدینہ آئے، اور ۷ھ میں اسلام قبول کیا، انہوں نے اگرچہ رسول کی ساتھ بہت کم زمانہ گزارا ہے مگر آپ نے دیگر تمام صحابہ سے زیادہ حدیثیں نقل کی ہیں! ابن حجر کہتے ہیں: اہل حدیث کے عقیدہ کے لحاظ سے ابو ہریرہ سب سے زیادہ حدیث نقل کرنے والے فرد ہیں، بہر حال آپ کی وفات ۵۸ھ میں ہوئی، بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ کریں: الاصابہ ج ۲، ص

نے فرمایا: میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں ان کے ہوتے ہوئے تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے، اور وہ کتاب خدا اور میرا نسب ہے (یعنی میری نسل اور عترت) جو کبھی بھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ وہ باہم حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں گے۔ اسناد و مدارک کی تحقیق:

تیشیوں حدیث:

اہل بیت اور کتاب خدا سے تمک رکھنے والا گمراہ نہ ہوگا اخرج البزار، عن علی رضی اللہ عنہ؛ قال: قال رسول اللہ ﷺ: (انی مقبوض، وانی قد ترکت فیکم الثقلین، کتاب اللہ و اہل بیتی، واکم لن تضلوا بعدہما) بزار نے علی سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! اس حال میں کہ میری عنقریب روح قبض ہونے والی ہے تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑ رہا ہوں: کتاب خدا اور میرے اہل بیت، ان کے ہوتے ہوئے تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔^۲

چوبیسویں حدیث:

اہل بیت کی مثال سفینۂ نوح جیسی ہے اخرج البزار، عن عبد اللہ بن الزبیر، ان النبی ﷺ قال: (مثل اہل بیتی مثل سفینۂ نوح من ركب فیہا نجا، ومن تخلف عنہا غرق) بزار عبد اللہ بن زبیر^۳ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: میرے اہل بیت

۲۰۷، ۱۹۹۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۱، ص ۳۷، ۳۲۔ حضرت ابو ہریرہ کے مزید حالات معلوم کرنے کیلئے کتاب ابو ہریرہ مؤلفہ عبد الحسین شرف الدین دیکھئے۔ مترجم

^۱ مذکورہ حدیث درج ذیل کتابوں میں بھی موجود ہے: زوائد مسند بزار ص ۲۷۷۔ مجمع الزوائد ج ۹، ص ۱۶۳۔

^۲ عربی زبان کے مشہور لغوی جناب ابن منظور لفظ ”ثقل“ کے ذیل میں کہتے ہیں: عرب لوگ ہر اس چیز کو نفیس کہتے ہیں جو ان کے نزدیک نفیس، ارزشمند اور گران قیمت ہو کہ جس کی حفاظت میں نگہبانی کی ضرورت پڑے، چنانچہ اس بات کی وجہ تسمیہ کہ رسول اسلام نے قرآن اور اہل بیت کو کیوں اس لفظ (ثقلین) سے تعبیر کیا؟ اس میں کیا وجہ تھی؟ تو کہتے ہیں چونکہ اہل بیت اور قرآن عظمت و فضیلت کے اعتبار سے بلند شان رکھتے تھے لہذا رسول نے ان دونوں چیزوں کو اس لفظ سے تعبیر کیا، اور انہیں لفظ ثقل سے تشبیہ دی، لیکن ثعلب لغوی کہتے ہیں: اہل بیت اور قرآن کی تشبیہ رسول نے اس لئے دی ہے کہ ان دو چیزوں کی پیروی بہت گران، اور دشوار ہے، (اور ثقل کے لغوی معنی بھی گران اور وزنی کے ہیں) دیکھئے: لسان المیزان ج ۱۱، ص ۸۸۔

^۳ مذکورہ حدیث درج ذیل کتابوں میں بھی موجود ہے: مسند بزار ص ۲۷۷۔ مجمع الزوائد ج ۹، ص ۱۶۳۔

^۴ مذکورہ حدیث درج ذیل کتابوں میں بھی موجود ہے: زوائد مسند بزار ص ۲۷۷۔ مجمع الزوائد ج ۹، ص ۱۶۸۔ المعجم الکبیر ج ۱، ص ۱۲۵۔ ذخائر العقبی ص ۲۰۔ منتخب کنز العمال ج ۵، ص ۹۲۔

کے مثال سفینہ نوح جیسی ہے، جو اس پر سوار ہوا تھا اس نے نجات حاصل کی اور جس نے روگردانی کی وہ غرق ہوا تھا۔ (اسی طرح جو اہل بیت [ص] کا دامن تھامے گا وہ نجات حاصل کرے گا اور جو روگردانی کرے گا وہ جہنم میں جائے گا^۱)

اسناد و مدارک کی تحقیق:

پچیسویں حدیث:

حدیث سفینہ خراج البزار، عن ابن عباس؛ قال: قال رسول الله ﷺ: (مثل اہل بیتی مثل سفینہ نوح، من ركب فیہا نجا، ومن تخلف عنها غرق)

بزار ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: میرے اہل بیت کے مثال سفینہ نوح جیسی ہے، اس پر جو سوار ہوا تھا اس نے نجات حاصل کی، اور جس نے روگردانی کی وہ غرق ہوا تھا (اسی طرح جو اہل بیت [ص] کا دامن تھامے گا وہ نجات حاصل کرے گا اور جو روگردانی کرے گا وہ جہنم میں جائے گا^۲)

چھیسویں حدیث:

حدیث سفینہ اور حدیث باب حطہ اخرج الطبرانی، عن ابی ذر؛ سمعت رسول الله ﷺ: (مثل اہل بیتی مکیم مثل سفینہ نوح فی قوم نوح، من ركبها نجا، ومن تخلف عنها هلك، ومثل باب حطہ فی بنی اسرائیل)

^۱ ابو بکر عبد الله بن زبیر بن عوام بن خویلد قرشی اسدی؛ واحدی کے قول کے مطابق موصوف ۲ ص ۷۳ میں پیدا ہوئے، اور ۷۳ ص ۷۳ میں وفات پائے، موصوف فتح افریقہ میں عثمان کی جانب سے لشکر میں شریک تھے، دوسری جانب حضرت علی - کے دور خلافت کے ابتداء میں حضرت علی - کے خلاف جنگ جمل بھڑکانے والوں میں سے تھے، اور حضرت کی شہادت کے بعد انھوں نے معاویہ کی بیعت کر لی، لیکن معاویہ اور یزید کے انتقال کے بعد انھوں نے چاہا اپنے لئے لوگوں سے بیعت اخذ کریں لیکن عبد الملک بن مروان نے حجاج بن ثقفی کی سپہ سالاری میں ایک لشکر ان کی سرکوبی کیلئے بھیجا، چنانچہ ان کے درمیان جنگ ہوئی اور عبد الله بن زبیر ۷۳ ص ۷۳ میں مارے گئے، آپ کے حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ کریں: الاصابة ج ۴، ص ۷۱، ۶۷۔ الاعلام ج ۴، ص ۲۱۸۔

^۲ مذکورہ حدیث درج ذیل کتابوں میں بھی موجود ہے: زوائد مسند بزار ص ۲۷۷۔ مجمع الزوائد ج ۹، ص ۸۶۸۔ حلیۃ الاولیاء ج ۴، ص ۳۰۶۔ کنز العمال ج ۶، ص ۱۶۲۔

طبرانی نے ابوذرؓ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: تمہارے درمیان میرے اہل بیت کے مثال بالکل ویسی ہے جیسی قوم نوح میں کشتی نوح کی تھی، جو اس سوار ہوا اس نے نجات حاصل کی، اور جس نے روگردانی کی وہ ہلاک ہوا، اور میرے اہل بیت کی مثال تم میں باب حطہ^۲ جیسی ہے بنی اسرائیل میں^۳۔ اسناد و مدارک کی تحقیق:

تائیدیں حدیث:

حدیث سفینہ اور حدیث باب حطہ بنی اسرائیل میں اخرج الطبرانی فی الاوسط، عن ابی سعید الخدریؓ؛ قال: سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: (انما مثل اہل یتیم کمثل سفینۃ نوح من رکبہا نجا، ومن تخلف عنہا غرق، واما مثل اہل یتیم فیکم مثل باب حطہ فی بنی اسرائیل من دخلہ غفر لہ)

^۱ ابوذر جندب بن جنادہ غفاری؛ آپ کا شمار سابق اسلام لانے میں ہوتا ہے، اور آپ ان پانچ افراد میں سے ایک ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا، آپ نے بیعت کرنے کے فوراً بعد مسلمان ہونے کا اظہار کر دیا تھا، اور پھر اپنے قبیلہ کی طرف تبلیغ کرنے آئے، اور کچھ مدت کے بعد مدینہ چلے آئے، آپ علم، تقویٰ، زہد، جہاد، اور صدق و اخلاص میں بے مثال تھے، چنانچہ علامہ ذہبی کہتے ہیں: آپ کیلئے بہت فضائل اور مناقب ہیں منجملہ ان کے رسول کا یہ قول مشہور ہے: ”ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء اصدق ہجۃ من ابی ذر“ اس نیلے آسمان نے سایہ نہیں کیا، اور اس زمین نے کسی کو اپنی پشت پر نہیں اٹھایا کہ جو ابوذر سے زیادہ سچا ہو۔ آپ رسول کی وفات کی بعد شام چلے گئے، اور حضرت عمر کی وفات تک یہیں رہے، اور حضرت عثمان کے زمانے میں دمشق میں سکونت اختیار کی، آپ فقیروں کی طرفداری میں بولتے اور ان کی حق تلفی کے بارے میں ان کی مدد کرنے پر لوگوں کو ابھارتے اور اکسایا کرتے تھے، اسی وجہ سے معاویہ نے ان کی عثمان کے پاس شکایت کی، جس کی بنا پر آپ کو عمر کے آخری ایام میں دمشق سے جلا وطن کر کے ربذہ بھیج دیا گیا!! پھر آپ کی یہیں وفات ہو گئی، علامہ مدائنی کے قول کے مطابق ابن مسعود نے آپ پر نماز میت ادا کی۔

دیکھئے: الاعلام ج ۲، ص ۱۳۶۔

^۲ حطہ کے لغوی معنی جھڑنے اور نیچے گرنے کے ہیں، باب حطہ ایک دروازہ تھا جس کے لئے خداوند متعال نے بنی اسرائیل سے کہا تھا کہ اس کے اندر سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا ہے تاکہ ان کے سارے گناہ ان سے جھڑ جائیں اور وہ بخش دئے جائیں، اس سلسلے میں سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۵۸ اور سورہ اعراف کی آیت نمبر ۱۶۱ دیکھئے۔ علامہ سید شرف الدین باب حطہ سے اہل بیت کی وجہ تسمیہ کے بارے میں لکھتے ہیں: خداوند متعال نے اپنے حکم کے سامنے اس دروازے کو تواضع اور انکساری کا ایک مظہر قرار دیا تھا، یعنی اس دروازے کو خدا نے تواضع اور انکساری کا مظہر قرار دیا تھا، اور خدا کا یہی امر سبب قرار پایا کہ بنی اسرائیل کے گناہوں کی مغفرت کا موجب ہوا، اسی طرح اہل بیت کے سامنے اسلامی امت کا سر تسلیم جھکانا، اور انکی صدق دل سے اطاعت کرنا: گویا اہل بیت کے سامنے اس فعل کا انجام دینا خدا کی تواضع و انکساری کا ایک مظہر ہے، اور ان کے سامنے سر جھکانا گویا حکم خدا کے سامنے سر جھکانا ہے، اور خدا کی نظروں میں یہی چیز تمام مسلمین کیلئے مغفرت کا سبب ہے۔ مزید اطلاع کیلئے کتاب ”المراجعات“ دیکھئے۔ مترجم۔

^۳ اس حدیث کو طبرانی نے دو طرح نقل کیا ہے اگرچہ یہ دونوں حدیثیں ایک ہی جیسی ہیں لیکن ایک میں کچھ لفظ زیادہ آئے ہیں جو اس طرح ہے: (مثل اہل یتیم مثل سفینۃ نوح من رکبہا نجا، ومن تخلف عنہا غرق ومن قاتلنا فی آخر الزمان فکانما قاتل مع الدجال) میرے اہل بیت کے مثال سفینۃ نوح جیسی ہے، جو اس پر سوار ہوا تھا اس نے نجات حاصل کی تھی، اور جس نے روگردانی کی تھی وہ غرق ہو گیا تھا، (اسی طرح ہم سے جو متمسک رہے گا وہ نجات پائے گا اور جو روگردانی کرے گا وہ ہلاک ہو جائے گا) اور جس نے بھی ہم سے آخری زمانے میں جنگ کی گویا اس نے دجال کی طرف سے جنگ کی۔ المعجم الکبیر ج ۱، ص ۱۲۵۔ مجمع الزوائد ج ۹، ص ۲۶۔ کنز العمال ج ۶، ص ۲۱۶۔ حلیۃ الاولیاء ج ۴، ص ۳۰۶۔ مرقاة المصابیح ج ۵، ص ۶۱۰۔ تاریخ بغداد ج ۱۲، ص ۱۹۔ کنوز الحقائق ص ۱۳۲۔ ذخائر العقبی ص ۲۰۔ الصواعق المحرقة ص ۷۵۔ ینابیع المودة ص ۲۸۔ نزل الابرار ص ۳۳۔ میزان الاعتدال ج ۱، ص ۲۲۴۔ لخصائص لکبری ج ۲، ص ۲۶۶۔ المعجم الصغیر ص ۷۸۔ زوائد مسند بزار ص ۲۷۷۔

طبرانی، "المعجم الاوسط"، میں ابی سعید خدری سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ سے سنا کہ آپ نے فرمایا: میرے اہل بیت کے مثال سفینۂ نوح جیسی ہے، جو اس پر سوار ہوا اس نے نجات حاصل کی، اور جس نے روگردانی کی وہ غرق ہوا، اور میرے اہل بیت کی مثال تم میں ویسی ہے جیسے باب حطہ ہے، بنی اسرائیل میں جو اس میں داخل ہو گیا تھا وہ بخش دیا گیا تھا^۱ (اسی طرح میرے اہل بیت کے قلعہ محبت میں داخل ہوگا وہ بخش دیا جائے گا)

اٹھائیسویں حدیث:

محمد و آل محمد کی محبت اسلام کی بنیاد ہے اخرج البخاری فی تاریخہ، عن الحسن بن علیؓ، قال: قال رسول اللہ ﷺ: (کل شیء اساس و اساس الاسلام حب اصحاب رسول اللہ و حب اہل بیتہ) ابن نجار^۲ اپنی تاریخ میں نقل کرتے ہیں کہ امام حسن مجتبیٰ نے فرمایا: جس طرح ہر چیز کی ایک بنیاد اور اساس ہوتی ہے، اسی طرح اسلام کی بنیاد رسول کے اصحاب کی دوستی اور آپ کے اہل بیت کی محبت ہے۔^۳

اسناد و مدارک کی تحقیق:

انیسویں حدیث:

رسول اسلام اولاد فاطمہ زہراءؑ کے باپ اور عصبہ میں اخرج الطبرانی، عن عمرؓ، قال: قال رسول اللہ ﷺ: (کل بنی انثی فان عصبتم لایہم ما خلا ولد فاطمہ، فانی عصبتم فاننا ابوہم)

^۱ مذکورہ حدیث درج ذیل کتابوں میں بھی موجود ہے: مجمع الزوائد ج ۹، ص ۱۶۸ - کنز العمال ج ۶، ص ۲۱۶ - المعجم الصغير للطبرانی ص ۱۷۰ - المعجم الاوسط للطبرانی - فیض القدير ج ۴، ص ۳۵۶ - جواهر العقدين سمہودی ج ۲، ص ۷۲ - (قلمی نسخہ، ظاہریہ کتاب خانہ دمشق).

^۲ ابو عبد اللہ محمد بن محمود بن حسن بن ہبۃ اللہ بن محاسن بغدادی؛ آپ ۵۷۸ ھ میں پیدا ہوئے، اور ۶۴۳ ھ میں وفات پائی۔ دیکھئے: تذکرۃ الحفاظ ج ۴، ص ۱۴۲۸۔

^۳ مذکورہ حدیث حسب ذیل میں کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے: تفسیر در منثور ج ۶، ص ۷ - کنز العمال ج ۶، ص ۲۱۸۔

طبرانی نے عمر ابن خطابؓ سے نقل کیا ہے کہ رسولؐ نے فرمایا: ہر عورت کے بچوں کی نسل ان کے باپ کی طرف منسوب ہوتی ہے، لیکن فاطمہؓ کی اولاد میری طرف منسوب ہے بیشک میں ان کا باپ ہوں^۲۔

تیسویں حدیث:

رسول خداؐ اولاد فاطمہؓ کے ولی اور عصبہ میں انخرج الحاکم عن جابر، عن فاطمة الزہراء (س)؛ قال: قال سول اللہ ﷺ: (کل بنی ام یتیمون الی عصبۃ الاولاد فاطمۃ فانا ولیم وانا عصبتم) حاکم نے جابر سے، انھوں نے حضرت فاطمہ زہراؓ سے نقل کیا ہے کہ رسولؐ نے فرمایا: ہر ماں کی اولاد اپنے باپ کے خاندان کی طرف منسوب ہوتی ہے، لیکن فاطمہؓ کی اولاد میری طرف منسوب ہے، میں ان کا ولی اور منسوب الیہ ہوں ہوں^۲۔ اسناد و مدارک کی تحقیق۔ العصبۃ (بالتحریک) یہ عاصب کی جمع ہے جیسے طالب کی جمع طلبہ، باپ کی جانب سے رشتہ داروں کو عصبہ کہا جاتا ہے

اکیسویں حدیث:

حضرت فاطمہ زہراؓ ۲۳۶ کے دونوں بیٹے رسولؐ کے فرزند میاخرج الحاکم، عن جابر؛ قال: قال سول اللہ ﷺ: (کل بنی ام یتیمون الی عصبۃ یتیمون الیم الاولاد فاطمۃ فانا ولیمہا و عصبتمہا) حاکم نے جابر سے نقل کرتے ہیں کہ رسولؐ نے فرمایا: ہر ماں

^۱ ابو حفص عمر بن الخطاب بن نفیل عدوی؛ موصوف ہجرت کے چالیس سال قبل مکہ میں پیدا ہوئے، اور آپ نے ہجرت کے پانچویں سال اسلام قبول کیا، اور ۱۱ ہجری میں خلیفہ اول کی حیثیت سے مسند نشین ہوئے، اور تیرہ سال حکومت کی جس میں بہت سے ممالک پر فتوحیابی حاصل کی، اور ۲۳ ہجری میں ابو لولو فیروز پارسی شخص کے ہاتھوں زخمی ہوئے، اور تین دن کے بعد زخموں کی تاب نہ لا کر دنیا سے چل بسے دیکھئے: صفوة الصفوة ج ۱، ص ۱۰۱۔ تاریخ طبری ج ۲، ص ۱۸۷۔

^۲ مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے: المعجم الکبیر جلد ۱، ص ۱۲۴۔ کنز العمال جلد ۶، ص ۲۲۲۰۔ الصواعق المحرقة ص ۱۸۵۔ ذخائر العقبی ص ۱۲۱۔

^۳ مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے: المعجم الکبیر ج ۱، ص ۱۲۴۔ کنز العمال ج ۶، ص ۲۲۲۰۔ تاریخ بغداد ج ۱، ص ۱۲۱۔ مقتل الخوارزمی ج ۲، ص ۸۸۔ مجمع الزوائد ج ۹، ص ۱۷۲۔

کے بچے اپنے آبائی خاندان کی طرف منسوب ہوتے ہیں، لیکن میری بیٹی فاطمہ کے دونوں بچے میری طرف منسوب ہیں، میں ان کا ولی اور رشتہ دار ہوں۔^۱

بیشیوں حدیث:

رسول خدا کے سببی اور نبی رشتے بروز قیامت منقطع نہ ہوں گے اخرج الطبرانی فی الاوسط، عن جابر: انه سمع عمر بن الخطاب يقول الناس حين تزوج بنت علي: الا تهونني، سمعت رسول الله (ص) يقول: (منقطع يوم القيامة كل سبب ونسب الا سببي ونسبي) طبرانی نے ”المعجم الاوسط“ میں جابر سے نقل کیا ہے کہ میں نے عمر کو لوگوں سے یہ کہتے ہوئے اس وقت سنا کہ جب ان کی بنت علی سے شادی برقرار ہوئی: تم مجھے مبارک باد کیوں نہیں پیش کرتے کیونکہ میں نے رسول کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: روز قیامت تمام سببی اور نبی رشتے منقطع ہو جائیں گے سوائے میرے سببی اور نبی رشتوں کے^۲۔

اسناد و مدارک کی تحقیق:

تیشیوں حدیث:

رسول اسلام کا سلسلہ نسب و سبب کبھی نہ ٹوٹے گا اخرج الطبرانی، عن ابن عباس: قال: قال رسول الله ﷺ: (كل سبب ونسب منقطع يوم القيامة الا سببي ونسبي) طبرانی نے ابن عباس سے نقل کیا ہے رسول نے ارشاد فرمایا: میرے سببی اور نبی رشتوں کے علاوہ روز قیامت تمام سببی اور نبی رشتے منقطع ہو جائیں گے^۳۔

^۱ مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے: مستدرک الصحيحین ج ۳، ص ۱۶۴۔ کنز العمال ج ۶، ص ۲۱۶۔ منتخب کنز العمال ج ۵، ص ۲۱۶۔

^۲ مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے: المعجم الكبير ج ۱، ص ۱۲۴۔ حلیۃ الاولیاء ج ۷، ص ۳۱۴۔

^۳ مذکورہ حدیث درج ذیل کتابوں میں بھی نقل کی گئی ہے: طبرانی؛ المعجم الكبير ج ۱، ص ۱۲۹۔ مناوی؛ فیض القدیر ج ۵، ص ۳۵۔ تاریخ بغداد ج ۱، ص ۲۷۱، رافعی؛ التذوین ج ۲، ص ۹۸۔ بیہمی؛ مجمع الزوائد ج ۹، ص ۱۷۳۔ بیہمی کہتے ہیں: اس حدیث کے راوی موثق

چونتویں حدیث:

رسول خدا کا سبھی اور دامادی رشتہ کبھی نہ ٹوٹے گا (خرج ابن عساکر، فی تاریخہ، عن ابن عمرؓ، قال: قال رسول اللہ ﷺ: (کل نسب و صہر متقطع یوم القیامۃ الا نبی و صہری) ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ابن عمر (عبداللہ) سے نقل کیا ہے رسول نے ارشاد فرمایا: میرے نبی اور دامادی رشتوں کے علاوہ روز قیامت تمام نبی اور دامادی رشتے متقطع ہو جائیں گے^۱۔

بیشوہیں حدیث:

اہل بیت سے مخالفت کرنے والے شیطانی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں (خرج احکام، عن ابن عباسؓ، قال: قال رسول اللہ ﷺ: ((النجوم امان لابل الارض من الغرق، و اہل بیتی امان لامتی من الاختلاف، فاذا خالفوا قبیلۃ اختلفوا فصاروا حزب ابلیس))):
حاکم ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اسلام نے فرمایا: جس طرح ستارے اہل زمین کو (پانی میں) غرق ہونے سے محفوظ رکھتے ہیں اسی طرح میرے اہل بیت میری امت کو اختلاف و تفرقہ سے بچانے والے ہیں، لہذا اگر کسی گروہ اور قبیلہ نے ان کی مخالفت کی تو وہ شیطانی گروہ میں شامل ہو جائے گا۔ اسناد و مدارک کی تحقیق:

ہیں۔ محب الدین طبری؛ ذخائر العقبی ص ۶۔ بیٹھی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: جب بنت عبد المطلب جناب صفیہ کے بیٹے کا انتقال ہوا تو صفیہ اس پر رو رہی تھی، اس وقت رسول نے صفیہ سے فرمایا: ”یا عمتہ! من توفی لہ ولد فی الاسلام کان لہ بیت فی الجنۃ یسکنہ“ اے پھوپھی جان! آپ رو رہی ہیں جبکہ جس شخص کا ایک مسلمان بیٹا فوت ہو جائے تو گویا اس نے جنت میں ایک گھر بنایا، جس میں وہ سکونت اختیار کریگا، جب صفیہ رسول کے پاس سے رخصت ہو کر چلنے لگیں تو ایک شخص نے صفیہ سے کہا: اے صفیہ! محمد کی رشتہ داری تجھے کچھ فائدہ نہیں دے گی، صفیہ یہ سن کر دوبارہ بلند آواز سے رونے لگیں، جس کو رسول نے بھی سنا، رسول یہ سن کر غمگین ہوئے، کیونکہ آپ صفیہ کا بہت احترام کرتے تھے، اس لئے آپ نے صفیہ سے کہا: ”یا عمتہ! تبکین وقد قلت لک ما قلت“ اے پھوپھی جان! آپ کو جو بات کہنی تھی وہ کہہ چکا ہوں، اس کے باوجود آپ رو رہی ہیں؟ صفیہ نے کہا: میں اپنے بیٹے پر نہیں رو رہی ہوں بلکہ میرا رونا اس لئے ہے، پھر آپ نے وہ سب بتا دیا جو اس مرد نے کہا تھا، اس وقت رسول بہت ناراض ہوئے، اور بلال سے اس طرح فرمایا: ”یا بلال ہجر بالصلاۃ“ اے بلال نماز کا اعلان کر دو، چنانچہ بلال نے اعلان کیا، جب لوگ جمع ہوئے تو آپ نے فرمایا:

”ما بال اقوام یزعمون ان قرابتی لا تنفع، ان کل سبب و نسب ینقطع یوم القیامۃ الا نسبی وان رحمی موصولۃ فی الدنیا والآخرۃ“ ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ گمان کرتے ہیں کہ میری رشتہ داری کوئی فائدہ نہیں دے گی؟ یقیناً ہر رشتہ روز قیامت منقطع ہو جائیگا سوائے میرے رشتہ کے، چاہے وہ سببی ہو یا نسبی، پس میرا رشتہ دنیا و آخرت دونوں جگہ باقی رہے گا۔

^۱ ابو القاسم علی بن حسن بن بہ اللہ بن عبد اللہ بن حسین دمشقی محدث شام؛ موصوف پایہ کے مؤرخ اور حافظ تھے، آپ کی مشہور کتاب تاریخ مدینہ دمشق ہے۔ آپ ۴۹۹ ھ میں پیدا ہوئے، اور ۵۷۱ ھ میں وفات پائی۔ دیکھئے: الاعلام ج ۵، ص ۸۲۔

^۲ مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے: معجم کبیر ج ۱، ص ۱۲۴۔ کنز العمال ج ۶، ص ۱۰۲۔ فتح البیان ج ۷، ص ۳۴۔ فیض القدیر ج ۵، ص ۳۵۔ مستدرک الصحیحین ج ۳، ص ۱۵۸۔ الفصول المهمۃ ص ۲۸۔

چھٹیویں حدیث:

اولاد رسول عذاب میں مبتلا نہ ہوگی اخرج الحاکم، عن انس؛ قال: قال رسول اللہ ﷺ: (وعدنی ربی فی اہل بیتی من اقر منہم بالتوحید ولی بالبلغ انہ لا یعذبہم) حاکم نے انس سے نقل کیا ہے کہ رسول نے فرمایا: میرے رب نے میرے اہل بیت کے بارے میں مجھ سے یہ وعدہ کیا ہے کہ جو بھی ان (میرے اہل بیت) میں سے توحید کا اقرار اور میری رسالت کو تسلیم کرے گا اسے عذاب میں مبتلا نہیں کرے گا ۲۔

سینٹیویں حدیث:

اہل بیت رسول میں سے کوئی جہنم میں نہ جائے گا اخرج ابن جریر فی تفسیرہ، عن ابن عباس؛ فی قولہ تعالیٰ: (وَلَوْ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی)، قال: (من رضی محمد ان لا یدخل احد من اہل بیتہ النار) ابن جریر طبری نے اپنی تفسیر میں آیہ (وَلَوْ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی) اور تمہارا پروردگار عنقریب اس قدر عطا کرے گا کہ تم خوش ہو جاؤ سبکی تفسیر کے ذیل میں ابن عباس سے اس طرح نقل کیا ہے: رسول اسلام کی رضایت کا مطلب یہ ہے کہ ان کے اہل بیت میں سے کوئی بھی جہنم میں نہیں جائے گا ۵۔ اسناد و مدارک کی تحقیق

^۱ مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے: کنز العمال ج ۶، ص ۲۱۷۔ منتخب کنز العمال ج ۵، ص ۹۴۔ جمع الجوامع ج ۱، ص ۴۵۱۔ الصواعق المحرقة ص ۱۴۰۔ مستدرک الصحیحین ج ۳، ص ۱۴۹۔

^۲ مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے: کنز العمال ج ۶، ص ۲۱۷۔ منتخب کنز العمال ج ۹، ص ۹۲۔ الصواعق المحرقة ص ۱۴۰۔ مستدرک الصحیحین ج ۳، ص ۱۵۰۔

^۳ ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کنزیر طبری؛ ۲۱۴ھ میں شہر آمل ایران میں پیدا ہوئے، ۲۸۰ھ شوال شام کو ۳۱۰ھ میں وفات پائی، آپ مسلمانوں کے بہت بڑے عالم دین اور گرانہا کتابوں کے مؤلف جانے جاتے ہیں، ان کی مشہور کتابیں یہ ہیں: ”جامع البیان فی تفسیر القرآن“۔ ”تاریخ الامم والملوک (تاریخ طبری)۔“ بقیہ حالات زندگی ذیل کی کتابوں میں دیکھئے: الانساب ج ۹، ص ۴۱۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۲، ص ۷۱۶، ۷۱۰۔

^۴ سورۃ ضحٰی آیت نمبر پانچ
^۵ مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے: مناوی؛ فیض القدیر ج ۴، ص ۷۷، تفسیر طبری ج ۳۰، ص ۲۳۲۔ فضائل الخمسة ج ۲، ص ۶۵۔ محب الدین طبری؛ ذخائر العقبی ص ۱۹۔ کنز العمال ج ۶، ص ۲۱۵۔ منتخب کنز العمال ج ۹، ص ۹۲۔ الصواعق المحرقة ص ۹۵۔ الدر المنثور ج ۶، ص ۳۶۱۔

اثر یسویں حدیث:

اولاد فاطمہؑ جہنم میں نہیں جائے گی اخرج البزار، وابو یعلیٰ، والعقیلی، والطبرانی، وابن شامین، عن ابن مسعود؛ قال: قال رسول اللہ ﷺ: (ان فاطمۃ احصنت فرجہا فحرم اللہ ذمتہا علی النار) بزار، ابو یعلیٰ، عقیلی، طبرانی اور ابن شامین نے ابن مسعودؓ سے نقل کیا ہے

کہ رسول اسلام نے فرمایا: چونکہ فاطمہ زہراؑ نے اپنے ستر اور پردہ کو محفوظ رکھا تو خدا نے (اس کی پاداش میں) ان کی ذمت پر آتش کو حرام قرار دیا ۵۔

اتالیسویں حدیث:

فاطمہؑ اور ان کے دونوں بیٹے جہنم میں نہیں جائیں گے اخرج الطبرانی، عن ابن عباس؛ قال: قال رسول اللہ ﷺ: (ان اللہ غیر معذبک ولا ولدک)

^۱ ابو یعلیٰ احمد بن علی بن مثنیٰ بن یحیٰ بن ہلال تمیمی صاحب کتاب المسند الکبیر؛ موصوف ۲۱۰ ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۰۸ ھ میں وفات پا گئے۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۲، ص ۷۰۹، ۷۰۷۔

^۲ ابو جعفر محمد بن عمر و بن موسیٰ بن حماد عقیلی حجازی صاحب کتاب الضعفاء؛ آپ مسلمانوں کے بہت بڑے محدث اور ایک زحمت کش عالم دین تھے، مکہ اور مدینہ میں زندگی گزارتے تھے ۳۲۲ ھ، بقیہ حالات زندگی ذیل کی کتابوں میں دیکھئے:

الوفی بالوفیات ج ۴، ص ۲۹۱۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۱، ص ۸۳۳۔
^۳ ابو حفص عمر بن احمد بن عثمان بن احمد بغدادی واعظ معروف بہ ابن شابین؛ موصوف نے تقریباً ۳۳۰ کتابیں تالیف کی ہیں، ان میں سے ایک کتاب تفسیر کبیر ہے جو ۱۵۰۰ جزء پر مشتمل ہے، آپ ۲۹۷ ھ میں پیدا ہوئے، اور ۳۸۵ ھ میں وفات پائی، بقیہ حالات زندگی ذیل کی کتابوں میں دیکھئے: المنتظم ج ۷، ص ۱۸۲۔ غایۃ النہایۃ ج ۱، ص ۵۸۸۔ لسان المیزان ج ۴، ص ۲۸۳۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۱، ص ۹۹۰، ۹۸۷۔

^۴ ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب ہذلی؛ موصوف کا شمار بزرگ و قدیم صحابہ میں ہوتا ہے، اور ابو نعیم کی روایت کے مطابق آپ چھٹے فرد ہیں جو سب سے پہلے اسلام لائے، آپ ہی وہ پہلے فرد ہیں کہ قرآن کو جہر (بلند آواز) میں پڑھا، آپ رسول کے خدمت گزار، امین اور رسول کے ہماراز تھے، آپ کی ماں کانام ام عبد بنت عبد ود تھا، اس لئے آپ کو ابن مسعود کے بجائے ام ابن عبد بھی کہا گیا ہے، آپ نے دو ہجرتیں کیں، ایک بار حبشہ اور ایک بار مکہ سے مدینہ ہجرت کی، رسول کی وفات کے بعد آپ کوفہ میں بیت المال کے سرپرست ہوئے، لیکن حضرت عثمان کی حکومت کے زمانہ میں خلیفہ صاحب کے غیظ و غضب کا شکار ہوئے، اور، ۳۲ ھ میں مدینہ میں انتقال کر گئے، اور اسی شب جنت البقیع میں دفن کر دیا گیا۔ دیکھئے الاعلام ج ۴، ص ۲۸۰۔
^۵ مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے: زوائد مسند بزار ص ۲۸۰۔ حاکم؛ المستدرک ج ۳، ص ۱۵۲۔ محب الدین طبری؛ ذخائر العقبیٰ ص ۴۸۔ کنز العمال ج ۶، ص ۲۱۹۔ ج ۱۲، ص ۱۱۔ الصواعق المحرقة ص ۲۳۲۔ نزل الابرار ص ۷۸۔ میزان الاعتدال ج ۳، ص ۲۱۶۔ مجمع الزوائد ج ۹، ص ۲۰۲۔ تاریخ بغداد ج ۳، ص ۵۴۔ طبرانی؛ المعجم الکبیر ج ۱، ص ۲۴۔

طبرانی نے اس حدیث کو اس طرح نقل کیا ہے: ((ان فاطمۃ احصنت فرجہا و ان اللہ ادخلہا با حصان فرجہا و ذریئہا الجنة)) حضرت فاطمہ زہراؑ نے ۲۳۶ ھ میں اپنا دامن پاک رکھا، پس خدا نے ان کو اس کی جزا یہ عطا کی کہ انہیں اور ان کی اولاد کو جنت میں داخل کرے گا

طبرانی نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ رسول نے فاطمہ سے فرمایا : خدا تجھے اور تیری اولاد کو عذاب نہیں کرے گا^۱۔

چالیسویں حدیث:

کبھی گمراہ نہ ہونے کا آسان نسخہ اخرج الترمذی وحسنہ، عن جابر؛ قال: قال رسول اللہ ﷺ: ((يا ايها الناس اني تركت فيكم ما اخذتم به لن تضلوا بكتاب اللہ و عمرتي)) (ترمذی نے حسن سند کے ساتھ جابر سے نقل کیا ہے کہ رسول نے فرمایا : اے لوگو! میں تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اس کے ہوتے ہوئے تم گمراہ نہ ہو گے، وہ کتاب خدا اور میری عمرت ہے^۲۔ سناد و مدار کی تحقیق:

اکتالیسویں حدیث:

رسول کی شفاعت مجان اہل بیت سے مخصوص ہے اخرج الخطیب فی تاریخہ، عن علی؛ قال: قال رسول اللہ ﷺ: (شفاعتي لامتي من احب اہل بیتی) خطیب بغدادی^۳ اپنی تاریخ میں علیؑ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول نے فرمایا : میری امت میں جو میرے اہل بیت کو دوست رکھے گا میری شفاعت اسی کے نصیب ہوگی۔

^۱ مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے: کنز العمال ج ۳، ص ۱۶۵۔ منتخب کنز العمال ج ۵، ص ۹۷۔ الصواعق المحرقة ص ۲۲۳۔ نزل الابرار ص ۸۳۔ الدرۃ البیّتمۃ فی بعض فضائل السیدۃ العظیمۃ ص ۲۸۔
^۲ مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے: کنز العمال ج ۱، ص ۴۸۔ طبرانی؛ المعجم الكبير ج ۱، ص ۱۲۹۔ ترمذی؛ الجامع الصحیح (صحیح ترمذی شریف)

^۳ ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بغدادی معروف بہ خطیب بغدادی؛ موصوف ۳۹۲۔ ھ میں غزیرۃ (کوفہ اور بغداد کے درمیان ایک دیہات) میں پیدا ہوئے، آپ ۴۶۳ ھ کو وفات پاگئے، آپ کی بغدا دمیں ہی پرورش ہوئی، علم دین کی تلاش میں مکہ، بصرہ، دینور، کوفہ اور دیگر شہروں کی جانب سفر کئے، آپ ایک بہت بڑے عالم، ادیب، شاعر اور بیحد مطالعہ کے شوقین تھے، آپ نے متعدد کتابیں تالیف فرمائی ہیں، ان میں سے کچھ یہ ہیں: تاریخ بغداد، الجامع، الکفایہ، اور المتفق والمفترق۔

بیالیسویں حدیث :

رسول خدا سب سے پہلے اپنے اہل بیت کی شفاعت کریں گے اخرج الطبرانی، عن ابن عمر؛ قال: قال رسول اللہ ﷺ: (اول من اشفع له من امتی اہل بیتی) طبرانی نے عبد اللہ ابن عمر سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے جس کی میں شفاعت کروں گا وہ میرے اہل بیت ہوں گے۔ اسناد و مدارک کی تحقیق:

تینتالیسویں حدیث :

رسول قیامت میں قرآن اور اہل بیت کے بارے میں باز پرس کریں گے اخرج الطبرانی، عن المطلب بن عبد اللہ بن خطبہ عن ایہ قال: خطبنا رسول اللہ ﷺ بالجحفہ، فقال: است اولی کم من انفسکم؟ قالوا: بلی، یا رسول اللہ! قال: فانی ساکلم عن اثنین، عن القرآن وترقی

طبرانی نے عبد المطلب بن عبد اللہ بن خطبہ^۱ سے انھوں نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے مقام جحفہ^۲ میں ہمارے درمیان خطبہ ارشاد فرمایا جس میں یہ کہا: کیا میں تمہارے نفوس پر تم سے زیادہ حق تصرف نہیں رکھتا؟ سب نے کہا: کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ ہمارے نفوس پر اولیٰ بالتصرف ہیں، رسول اسلام نے اس وقت فرمایا: میں (روز قیامت) تم سے دو

^۱ مذکورہ حدیث کو خطیب بغدادی نے اس طرح نقل کیا ہے: "شفاعتی لامتی من احب اہل بیتی وبم شیعتی" میری شفاعت میری امت کے ان افراد کو شامل ہوگی جو میرے اہل بیت سے محبت کریں گے وہ میرے شیعہ ہیں۔ دیکھئے: کنز العمال ج ۶، ص ۲۱۷۔ الجامع الصغیر ج ۲، ص ۴۹۔ ینابیع المودۃ ص ۱۸۵۔ مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے:

^۲ مطلب بن عبد اللہ بن حنطب بن حارث بن عبید بن عمر بن مخزوم مخزومی قرشی؛ موصوف جنگ بدر میں اسیر ہوئے اور پھر اسلام لے آئے، بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں دیکھئے: الاصابۃ ج ۶، ص ۱۰۴۔ تہذیب التہذیب ج ۱۰، ص ۱۷۸۔ میزان التعداد ج ۴، ص ۱۲۹۔ جحفہ؛ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے۔

چیزوں کے بارے میں سوال کروں گا (ایک) قرآن اور (دوسری) میری عترت (کہ تم نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا؟)

چوالیسویں حدیث :

قیامت میں چار چیزوں کے بارے میں سوال ہوگا اخرج الطبرانی، عن ابن عباس؛ قال: قال رسول الله ﷺ: (لا تزول قدما عبد يوم القيامة حتى يسأل عن أربع، عن عمره فيما افناه، وعن جده فيما ابلاه، وعن ماله فيما انفق، وعن ابن الكعبة، وعن محبتنا اهل البيت) طبرانی نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ رسول نے فرمایا: روز قیامت کوئی بندہ خدا ایک قدم بھی نہیں بڑھا سکے گا جب تک اس سے ان چار چیزوں کے بارے میں سوال نہ کر لیا جائے گا: ۱۔ اپنی ساری عمر کس طرح صرف کی؟

۲۔ اپنا جسم و بدن کہاں نابود کیا؟

۳۔ مال کس راستے سے کمایا اور کس کام میں خرچ کیا؟

۴۔ ہم اہل بیت کی محبت کے بارے میں، کہ تھی یا نہیں؟^۱ اسناد و مدارک کی تحقیق:

^۱ مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے: مجمع الزوائد ج ۵، ص ۱۹۵۔ اسد الغابۃ ج ۳، ص ۱۴۷۔ ابو نعیم؛ حلیۃ الاولیاء ج ۱، ص ۶۴۔ ابو نعیم نے اس حدیث کو حضرت علی - سے اس طرح نقل کیا ہے: ایہا الناس! الست اولی بکم من انفسکم؟ قالوا: بلی یا رسول اللہ، قال: فانی کائن لکم علی الحوض فرطاً وسائلکم عن اثنتین، عن القرآن و عترتی)) اے لوگو! کیا میں تمہارے نفسوں پر تم سے زیادہ حق تصرف نہیں رکھتا؟ سب نے کہا: کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ ہمارے نفوس پر اولی بالتصرف ہیں، تو رسول اسلام نے اس وقت فرمایا: میں تم سے پہلے حوض کوثر پر وارد ہوں گا اور تم سے وہاں دو چیزوں کے بارے میں سوال کروں گا، قرآن اور میری عترت مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے: کنز العمال ج ۷، ص ۲۱۲۔ کفایہ الطالب ص ۱۸۳۔ بیہمی؛ مجمع الزوائد ج ۱۰، ص ۳۴۶۔ بیہمی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: اس وقت لوگوں نے رسول سے کہا: آپ کی دوستی کی کیا شناخت ہے؟ آپ نے اس وقت علی کے شانوں ہاتھ مارا (یعنی اس کی دوستی میری دوستی کی علامت ہے)۔

بینتالیسویں حدیث :

سب سے پہلے اہل بیت رسول حوض کوثر پر وارد ہوں گے اخرج الدیلمی، عن علیؑ؛ قال: سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: (اول من یرد علی الحوض اہل بیتی) ادیلمی نے حضرت علیؑ سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے فرمایا: سب سے پہلے جو حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوگا وہ میرے اہل بیت ہوں گے۔^۱

چھیالیسویں حدیث:

اپنی اولاد کو تین باتوں کی تلقین کرو اخرج الدیلمی، عن علیؑ؛ قال: قال رسول اللہ ﷺ: (ادبوا اولادکم علی ثلاث نصال: حب نیکم، حب اہل بیتہ، وعلی قراءة القرآن، فان حلة القرآن فی ظل اللہ یوم لا ظل الا ظلم مع انبیاء واصفیاء) دیلمی نے حضرت علیؑ سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے فرمایا: اپنی اولاد کی ان تین عادتوں کے ذریعہ پرورش کرو (یعنی انھیں تین باتوں کی عادت ڈالو): اپنے پیغمبرؐ سے محبت، ان کے اہل بیت سے دوستی اور قرآن کریم کی تلاوت، کیونکہ قرآن کے پڑھنے اور حفظ کرنے والے اس دن کہ جس دن سایہ الہی کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا لیکن یہ اس کے انبیاء اور اوصیاء کے ساتھ (لطف الہی کے) سایہ تلے ہوں گے^۲ اسناد و مدارک کی تحقیق:

^۱ ابو شجاع شیر ویہ بن شہر دار بن فنا خسرو دیلمی؛ آپ بہت بڑے حافظ اور محدث تھے، آپ کی تالیف کردہ کتابیں ”تاریخ ہمدان، اور الفردوس“ ہیں، آپ سے محمد بن فضل اسفرانی اور شہر دار بن شیروہ دیلمی نے روایات نقل کی ہیں، ۵۰۹ھ میں انتقال ہوا، بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتاب میں ملاحظہ کریں: تذکرۃ الحفاظ ج ۴، ص ۱۲۵۹۔
^۲ مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے: کنوز الحقائق ص ۱۸۸۔ مجمع الزوائد ج ۹، ص ۱۳۱۔ الفتاویٰ الحدیثیہ ص ۱۸۔ ینابیع المودۃ ص ۲۶۸۔ متقی ہندی؛ کنز العمال ج ۶، ص ۱۷۔ متقی ہندی نے اس حدیث کو اس طرح نقل کیا ہے: ((اول من یرد علی الحوض اہل بیتی ومن احبہ من امتی)) سب سے پہلے حوض کوثر پر میرے پاس میرے اہل بیت اور میری امت کے وہ لوگ جو مجھ سے محبت کرتے ہیں وارد ہوں گے۔ محب الدین طبری؛ ذخائر العقبی ص ۱۸۔ محب الدین طبری نے اس طرح نقل کیا ہے: ”یرد الحوض اہل بیتی ومن احبہم من امتی کہاتین“ میرے اہل بیت اور میری امت میں سے جو ان سے محبت کرتے ہیں وہ ان دو انگلیوں کی مانند (جو کہ ایک دوسرے سے بالکل متصل ہیں) حوض کوثر کے کنارے وارد ہوں گے۔
^۳ مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے: متقی ہندی؛ کنز العمال ج ۸، ص ۲۷۸۔ مناوی؛ فیض القدیر ج ۱ ص ۲۲۵۔ سیوطی؛ الجامع الصغیر ج ۱، ص ۲۴۔ نہبانی؛ الفتح الکبیر جلد ۱، صفحہ ۵۹۔ الصواعق المحرقة صفحہ ۱۰۳۔

سینتالیسویں حدیث :

جو محب اہل بیت ہوگا وہی ہل صراط پر ثابت قدم رہے گا انرج الدیلمی، عن علیؑ؛ قال: قال رسول اللہ ﷺ: (ابغیتم علی الصراط اشدکم جألاً لئلی و اصحابی) دیلمی نے حضرت علیؑ سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے فرمایا: ہل صراط پر تم لوگوں میں سے وہی زیادہ دیر تک ثابت قدم رہ سکتا ہے جو میرے اہل بیت اور (نیک کردار) اصحاب کو جتنا زیادہ چاہتا ہوگا۔

اڑتالیسویں حدیث :

سادات کے خدمت کرنے والے بخش دئے جائیں گے انرج الدیلمی، عن علیؑ؛ قال: قال رسول اللہ ﷺ: ((اربعة انا لهم شفیع یوم القیامة، المکرّم لذریعتی، والقاضی لهم الحوائج، والساعی لهم فی امورهم، عندما اضطروا الیه، والمحب لهم بقلبه و لسانه))۔ دیلمی نے حضرت علیؑ سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے فرمایا: روز قیامت چار قسم کے لوگ ایسے ہوں گے جن کی میں شفاعت کروں گا: ۱۔ جس نے میری ذریت (اولاد) کا اکرام و احترام کیا۔

۲۔ جس نے میری ذریت (اولاد) کی حاجت روائی کی۔

۳۔ جو میری ذریت کے مشکلات پر اس وقت ان کی مدد کرے جب وہ ان مشکلات میں حیران و پریشان ہوں۔

۴۔ وہ جو ان سے دل و زبان سے محبت کرتا ہو۔

^۱ مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے: متقی ہندی؛ کنز العمال ج ۶، ص ۲۱۶۔ الصواعق المحرقة صفحہ ۱۸۵۔ کنوز الحقائق صفحہ ۵۔

^۲ مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے: متقی ہندی؛ کنز العمال ج ۶، ص ۲۱۷، جلد ۸، صفحہ ۱۵۱۔ الصواعق المحرقة صفحہ ۲۳۷، مقتل الخوارزمی جلد ۲ صفحہ ۲۵۔ محب الدین طبری؛ ذخائر العقبی صفحہ ۱۸۔ اس کتاب میں مذکورہ حدیث کو امام رضاؑ سے نقل کیا گیا ہے

انچاسویں حدیث:

آل محمد کو اذیت دینے والے سے خدا سخت غضبناک ہوتا ہے انرج الدیلمی، عن ابی سعید؛ قال: قال رسول اللہ ﷺ: (اشد غضب اللہ علی من آذانی فی عترتی) دیلمی نے ابو سعید خدری سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے فرمایا: خداوند متعال اس پر سخت غضبناک ہوتا ہے جو میری عترت پر اذیت کے ذریعہ مجھے ستائے۔ اسناد و مدارک کی تحقیق:

پچاسویں حدیث:

چھ قسم کے لوگوں کو خدا برا جانتا ہے انرج الدیلمی، عن ابی ہریرۃ؛ قال: قال رسول اللہ ﷺ: (ان اللہ یبغض الاکل فوق شبع، والغافل عن طاعة ربہ، والتارک لسنۃ نبیہ، والمخفر ذمتہ، والمبغض عترۃ نبیہ، والمؤذی جیرانہ) دیلمی نے ابو ہریرہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے ان چھ قسم کے لوگوں کے بارے میں کہ جنہیں خدا بری نگاہ سے دیکھتا ہے، ارشاد فرمایا:

۱۔ خدا اس شخص پر غضبناک ہوتا ہے جو شکم سیر ہونے کے باوجود کھانا کھائے۔

۲۔ اور جو اپنے پروردگار کی اطاعت سے غافل رہے۔

۳۔ اور جو سنت رسول کو ترک کرے۔

۴۔ اور جو عہد شکنی اور بیوفائی کرے۔

۵۔ اور جو اپنے نبی کی آل (عترت) سے بغض رکھے۔

۶۔ اور جو اپنے پڑوسیوں کو ستائے۔

^۱ مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے: مناوی؛ فیض القدير ج ۱، ص ۵۱۵۔ الصواعق المحرقة صفحہ ۱۸۴۔

اکیا ونویں حدیث:

نیک سادات تعظیم اور برے سادات درگزر کے مستحق میں اخرج الدیلمی، عن ابی سعید الخدری؛ قال: قال رسول اللہ ﷺ: (اہل بیتي والانصار کرشی و عیثی، و موضع سرتی و امانتی، فاقبلوا من محنهم، و تجاوزوا عن مینهم) دیلمی نے ابو سعید خدری سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے فرمایا: میرے اہل بیت (سادات) اور انصار میرے قلب و جگر اور میرا ظرف ہیں، لہذا ان میں سے جو نیک ہوں ان کا خیر مقدم (تعظیم) کرو اور ان میں سے جو برے ہوں ان کو درگزر کرو۔ اسناد و مدارک کی تحقیق:

باونویں حدیث:

فرزند ان عبد المطلب پر کئے گئے احسان کا بدلہ رسول خدا میں گئے اخرج ابو نعیم فی الحلیۃ، عن عثمان بن عفان؛ قال: قال رسول اللہ ﷺ: (من اولى رجلاً من بنی عبد المطلب معروفاً فی الدنیا فلم یقدر المطلبی علی مکافأۃ، فانا اکافه، عند یوم القیامۃ) ابو نعیم نے اپنی کتاب حلیۃ الاولیاء میں عثمان بن عفان سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے فرمایا: جو عبد المطلب کی اولاد میں سے کسی ایک کے ساتھ اس دنیا میں کوئی نیکی کرے گا اور وہ (مطلبی) اس دنیا میں اس کا بدلہ ادا نہ کر سکا تو میں روز قیامت اس کا بدلہ ادا کروں گا۔

^۱ مذکورہ حدیث حسب ذیل کتاب میں بھی نقل کی گئی ہے: متقی ہندی؛ کنز العمال ج ۹، ص ۱۹۱۔
^۲ محترم قارئین! حدیث کا یہ جملہ کہ ”ان کے بروں سے دور رہو“ یہ انصار سے مربوط ہے، اہل بیت [ع] سے نہیں، کیونکہ اہل بیت رسول کے درمیان برے افراد کا پایا جانا محال ہے، یا پھر اہل بیت کے معنی میں وسعت دی جائے یعنی اہل بیت میں وہ تمام لوگ شریک ہوں جو رسول کے کسی نہ کسی طرح رشتہ دار ہوں، اس صورت میں اس جملہ کا مفہوم صحیح ہو جائیگا، لیکن یہ توجیہ اور تاویل صحیح نہیں ہے، کیونکہ رسول کے اہل بیت میں شیعوں کے یہاں متفقہ طور پر اور اہل سنت کی اکثریت اس بات کی قائل ہے کہ اہل بیت میں صرف اور صرف فاطمہ الزہرا اور بقیہ ائمہ معصومین [ع] ہیں۔ مترجم۔
^۳ مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی نقل کی گئی ہے: متقی ہندی؛ کنز العمال ج ۹، ص ۱۹۱۔ الصواعق المحرقة ص ۲۲۵۔ الفصول المهمۃ ص ۲۷۔

^۴ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران اصفہانی؛ آپ کی پیدائش ۳۳۶ ھ میں ہوئی، اور ۴۳۰ ھ میں وفات ہوئی، آپ کے بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتابوں ملاحظہ کریں: تذکرۃ الحفاظ ج ۳، ص ۱۰۹۲، ۱۰۹۸۔ البدایہ والنہایہ ج ۱۲، ص ۴۵۔ طبقات سبکی ج ۴، ص ۱۸۔ میزان الاعتدال ج ۱، ص ۱۱۱۔ لسان المیزان ج ۱۱، ص ۲۵۱۔ وفيات الاعیان ج ۳، ص ۵۲۔
^۵ عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس قرشی؛ آپ ہجرت سے ۳۷ سال قبل شہر مکہ میں پیدا ہوئے، اور بعثت کے کچھ سال کے بعد ہی اسلام قبول کیا، اور ۳۲ ھ میں خلیفہ دوم حضرت عمر کے قتل کے بعد شوری کے ذریعہ جس کے افراد خلیفہ دوم نے معین کئے تھے، تخت خلافت پر جانے گزریں ہوئے، آپ کی حکومت ان تمام فتوحات اور ثروت سے مالا مال اور سرشار تھی جو حضرت عمر کے زمانہ میں حاصل ہوئے تھے، ان کے دور میں بہت سے شہر فتح ہو کر اسلامی مملکت کے جز بنے، بہر حال عثمان کی سب سے بڑی خدمت یہ تھی کہ آپ نے قرآن جمع کیا، آپ کی حکومت میں بنی امیہ نے اسلامی حکومت پر غلبہ حاصل کر لیا جس کی بنا پر نظام حکومت درہم برہم ہونا شروع ہوا، اور ہر طرف فساد برپا ہونے لگا، عام لوگ یہ دیکھ کر حضرت عثمان سے ناراض ہو گئے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ ۳۵ ھ میں قتل کر دیے گئے، اور آپ کے دور حکومت کا خاتمہ ہوا، آپ کے بقیہ حالات زندگی

ترہنویں حدیث :

قیامت میں اولاد عبد المطلب پر نیکی کا بدلہ رسول میں گے اخرج الخطیب، عن عثمان بن عفان ؛ قال : قال رسول اللہ ﷺ :
(من صنع صنعة الى احد من خلف عبد المطلب في الدنيا فعلى مكافئة اذا التقى) خطیب بغدادی نے عثمان بن عفان سے نقل کیا ہے کہ
رسول اسلام نے فرمایا : جس نے عبد المطلب کی اولاد میں سے کسی ایک کے ساتھ اس دنیا میں کوئی نیکی کی ہے (اور وہ اس دنیا میں
اس کا بدلہ ادا نہ کر سکا) تو روز قیامت جب وہ مجھ سے ملاقات کرے گا تو اس کا بدلہ میرے اوپر واجب ہے^۱۔ اسناد و مدارک کی
تحقیق:

چونویں حدیث :

اہل یت پر کئے گئے احسان کا بدلہ قیامت میں رسول خدا میں گے اخرج ابن عساکر، عن علی ؛ قال : قال رسول اللہ ﷺ :
(من صنع الى احد من اهل یتی دكا فائت يوم القيامة)
ابن عساکر نے علی سے نقل کیا ہے کہ رسول نے فرمایا : جو میرے اہل یت میں سے کسی ایک کے ساتھ کوئی نیکی کرے گا میں روز
قیامت اس کا بدلہ ادا کروں گا^۲۔

درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ کریں :
تذکرۃ الحفاظ ج ۱، ص ۸، ۱۰۔ الاصابۃ ج ۴، ص ۲۷۱، ۲۶۹۔

^۱ مذکورہ حدیث حسب ذیل کتاب میں بھی نقل کی گئی ہے: کنز العمال ج ۶، ص ۲۰۳۔ ذخائر العقبی ص ۱۹۔ الصواعق المحرقة ص ۱۱۱۔
فیض القدير ج ۶، ص ۱۷۲۔
^۲ مذکورہ حدیث حسب ذیل کتاب میں بھی نقل کی گئی ہے: کنز العمال ج ۶، ص ۲۱۶۔ الصواعق المحرقة ص ۱۸۵۔ ینابیع المودة ص ۳۷۰۔
^۳ مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی نقل کی گئی ہے: الصواعق المحرقة ص ۱۸۵۔ فیض القدير ج ۶، ص ۱۷۲۔ ذخائر العقبی ص ۱۹۔
منتقى بندی ؛ کنز العمال ج ۶، ص ۲۱۶۔

پچھنویں حدیث :

اہل بیت سے تمک ذریعہ نجات ہے اخرج الباوردی عن ابی سعیدؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ: (انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا، کتاب اللہ سبب طرفہ بید اللہ، و طرفہ بیدیکم، و عترتی اہل بیتی، و انما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض)

باوردی نے ابو سعید خدری سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام ﷺ نے فرمایا: تمہارے درمیان دو ایسی چیزیں چھوڑ رہا ہوں کہ ان سے اگر تم نے تمک کیا تو تم کبھی گمراہ نہ ہو گے: وہ کتاب خدا ہے کہ جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور اس کا دوسرا سرا تمہارے ہاتھ میں ہے، اور دوسری میری عترت ہے جو میرے اہل بیت میں، اور یہ دونوں چیزیں کبھی بھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گی یہاں تک کہ یہ دونوں باہم حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں گی^۱۔ اسناد و مدارک کی تحقیق:

پچھنویں حدیث:

کتاب خدا اور اہل بیت رسول نجات امت کا وسیلہ میں اخرج احمد والطبرانی، عن زید بن ثابتؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ: (انی تارک فیکم خلیفتین، کتاب اللہ جل ممدود ما بین السماء والارض، و عترتی اہل بیتی، و انما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض) احمد اور طبرانی نے زید بن ثابت سے نقل کیا ہے:

^۱ ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن عقیل باوردی؛ آپ اصفہان کے رہنے والے تھے، اور ابو بکر احمد بن سلمان نجار بغدادی سے حدیث نقل کرتے تھے۔ دیکھئے: سمعانی؛ الانساب ج ۲، ص ۶۵۔

^۲ مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی نقل کی گئی ہے: حلیۃ الاولیاء ج ۱، ص ۳۵۵۔ تاریخ بغداد ج ۱۰، ص ۱۷، ۶۶ مجمع الزوائد ج ۱۰، ص ۳۶۳۔ متقی ہندی؛ کنز العمال ج ۶، ص ۲۱۶۔ ج ۷، ص ۲۲۵۔ متقی ہندی نے اس حدیث کو اس طرح نقل کیا ہے: (یا ایہا الناس! انی تارک فیکم ما اخذتم بہ لن تضلوا بعدی؛ امرین احببما اکبر من الآخر، کتاب اللہ حیل ممدود ما بین السماء والارض، و عترتی اہل بیتی، و انما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض) رسول اسلام ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! تمہارے درمیان دو ایسی چیزیں چھوڑ رہا ہوں کہ ان سے اگر تم نے تمسک کیا تو تم گمراہ نہ ہو گے: ان میں سے ایک امر دوسرے سے اکبر ہے اور وہ کتاب خدا ہے کہ جو رسی کی مانند زمین و آسمان کے درمیان کھینچی ہوئی ہے، (یعنی جس کا ایک سرا آسمان تک پہنچا ہوا ہے جو خدا کے ہاتھ میں ہے اور اس کا دوسرا سرا زمین تک پہنچا ہوا ہے جو تمہارے ہاتھ میں ہے) اور دوسرے میری عترت ہے جو میرے اہل بیت ہیں، اور یہ دونوں چیزیں کبھی بھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گی، یہاں تک کہ یہ دونوں باہم حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں گی۔

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے درمیان دو خلیفہ (جانشین) چھوڑ رہا ہوں، ایک کتاب خدا ہے جو آسمان اور زمین کے درمیان (رسی کی مانند) کھینچی ہوئی ہے (یعنی خدا کی کتاب رسی کی مانند ہے کہ جس کا ایک سرا آسمان میں ہے جو خدا کے ہاتھ میں ہے، اور دوسرا سرا زمین میں ہے جو تمہارے ہاتھ میں ہے) اور دوسرے میری عترت ہے جو میرے اہل بیت میں، اور یہ دونوں چیزیں کبھی بھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گی، یہاں تک کہ یہ دونوں باہم حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں گی۔

ستا و نویں حدیث :

چھ قسم کے لوگوں پر خدا اور اس کے رسولؐ نے لعنت کی ہے اخرج الترمذی و الحاکم، والبیہقی فی ”شعب الایمان“، عن عائشہؓ؛ مرفوعاً: قال رسول اللہ ﷺ: (سۃ لعنتم و لعنم اللہ و کل نبی مجاب: الزائد فی کتاب اللہ، و المکذب بقدر اللہ، و المتسلط باجمروت، فیغزب الذلک من اذل اللہ، و یذل من اعز اللہ، و المستحل محرام اللہ، و المستحل من عترتی ما حرم اللہ، و التارک لسننتی) ترمذی، حاکم اور بیہقی (کتاب شعب الایمان میں مرفوع سند کے ساتھ) نے عائشہؓ (۲) سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے فرمایا: چھ قسم کے لوگ ایسے ہیں جن پر میں نے، خدا نے اور ہر متجانب الدعوات نبی نے لعنت کی ہے، اور وہ یہ لوگ ہیں:

۱۔ جو خدا کی کتاب میں زیادتی کرے۔

۲۔ جو قضاء و قدر الہی کو جھٹلائے۔

^۱ مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی نقل کی گئی ہے: کنز العمال ج ۱، ص ۴۴۔ المسند ج ۵، ۱۸۱۔ بیہقی؛ مجمع الزوائد ج ۹، ص ۱۶۳۔ بیہقی کہتے ہیں: اس حدیث کو احمد بن حنبل نے خوب اور جید سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔ ابن حجر؛ الصواعق المحرقة ص ۱۳۶۔ ابن حجر کہتے ہیں: اس حدیث کو بیس سے زیادہ صحابیوں نے نقل کیا ہے۔

^۲ ام المومنین حضرت عائشہ زوجہ رسول بنت ابی بکر بن ابی قحافہ؛ آپ ہجرت کے دس سال قبل دنیا میں آئیں، اور جنگ بدر کے بعد آپ کی شادی رسول خدا سے ہوئی، اور ۳۵ھ میں طلحہ اور زبیر کے ورغلانے پر ان کے ساتھ حضرت علیؓ کے مقابلہ میں جنگ جمل میں تشریف لائیں! ام المومنین عائشہ سے محدثین نے تقریباً ۲۲۱۰ حدیثیں نقل کی ہیں، آپ کی وفات ۵۵ھ سال کی عمر میں ۷۵ھ کو ہوئی، اور ابو ہریرہ نے آپ پر نماز جنازہ پڑھی، بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ کریں: الاصابۃ ج ۸، ص ۱۴۱۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۱، ص ۲۷، ۲۹۔

۳۔ جو حکومت پر جبراً قبضہ کر کے اس کے ذریعہ ان لوگوں کو کہ جن کو خدا نے ذلیل قرار دیا ہے عزت دے، اور ان کو ذلیل کرے نہیں خدا نے عزت بخشی ہے۔

۴۔ جو خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال سمجھے۔

۵۔ جو میری عمرت کی اس عزت و حرمت کو (برباد کرنا) حلال سمجھے جو انھیں خدا نے عطا کی ہے۔

۶۔ جو میری سنت کو ترک کرے!۔ اسناد و مدارک کی تحقیق:

اٹھاونویں حدیث :

چھ قسم کے لوگ خدا و رسول کی نظر میں ملعون ہیں اخرج الدیلمی فی الافراد، واخلیب فی المتفق، عن علیؑ قال: قال رسول اللہ ﷺ : (سنة لعنم اللہ، ولعنتم، وكل نبی مجاب: الزائد فی کتاب اللہ، والمکذب بقدر اللہ، والراغب عن سنتی الی بدعة، والمتحل من عمرتی ما حرم اللہ، والمتسلط علی امتی بالجحروت، لیغز من اذل اللہ، ویذل من اعز اللہ، والمرتد اعراباً بعد ہجرتہ)

دارقطنی^۱ نے کتاب ”الافراد“ میں اور خلیب بغدادی نے کتاب ”المتفق“ میں حضرت علیؑ سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: چھ قسم کے لوگ ایسے ہیں جن پر میں نے، خدا نے اور ہر مستجاب الدعوات نبی نے لعنت کی ہے، اور وہ یہ لوگ ہیں :

^۱ مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی نقل کی گئی ہے: ینابیع المودة ص ۲۷۷۔ کنز العمال ج ۸، ص ۱۹۱۔ خطیب تبریزی ؛ مشکاة المصابیح ص ۵۷۳۔ الجامع الصحیح (ترمذی شریف) ج ۱، ص ۳۸۔ حاکم؛ مستدرک الصحیحین ج ۱، ص ۳۶۔ حاکم اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: اس حدیث کے تمام اسناد صحیح ہیں، میں تو اس کے راویوں کو کہیں سے ضعیف نہیں پاتا ہوں، اگرچہ امام بخاری ورمام مسلم نے اس حدیث کو اپنی کتابوں میں نہیں نقل کیا ہے! مستدرک میں ایک دوسری جگہ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: یہ حدیث شرط بخاری کے مطابق صحیح ہے۔

^۲ ابو الحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی دارقطنی بغدادی ؛ آپ ۳۶ھ میں متولد ہوئے، اور ۳۸۵ھ میں وفات پائی، آپ کی سب سے اہم کتاب سنن دارقطنی ہے، بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتاب میں ملاحظہ کریں: تذکرۃ الحفاظ ج ۴، ص ۹۹۵، ۹۹۱۔

۱۔ جو خدا کی کتاب میں اضافہ کرے۔

۲۔ جو اللہ کی قضاء و قدر کو جھٹلائے۔

۳۔ جو میری سنت کو ترک کر کے بدعت کے روبرو ہو جائے۔

۴۔ جو میرے اہل بیت کے بارے میں ان امور کو حلال سمجھے جنہیں خدا نے حرام قرار دیا ہے۔

۵۔ جو میری امت پر قمر و غلبہ کے ذریعہ اس لئے مسلط ہو جائے کہ جن لوگوں کو خدا نے ذلیل قرار دیا ہے انہیں عزت دے، اور ان کو ذلیل کرے جنہیں خدا نے عزت بخشی ہے۔

۶۔ وہ اعرابی (لوگ) جو خدا و رسول کی طرف ہجرت کرنے کے بعد دوبارہ دور جاہلیت کی طرف پلٹ جائیں۔

انٹھویں حدیث:

تین چیزیں ایسی ہیں جن سے دین و دنیا سورتے ہیں اخرج الحاکم فی تاریخہ والذہلی، عن ابی سعیدؓ؛ قال: قال رسول اللہ ﷺ:

(ثلاث من حفظن حفظہ اللہ لہ دینہ و دنیاہ، ومن ضیعن لم یحفظ اللہ لہ شیء، حرمة الاسلام، و حرمتی، و حرمة رحمی)

حاکم (اپنی تاریخ میں) اور ذہلی نے ابو سعید خدری سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر انسان

ان کی حفاظت کرے تو خدا اس کے دین و دنیا کو محفوظ رکھتا ہے، اور جو شخص ان کی حفاظت کے بجائے ان کو ضائع کر دے، خدا

اس کے لئے کسی چیز کی حفاظت نہیں کرے گا، اور وہ تین چیزیں یہ ہیں:

۱۔ اسلام کا احترام

^۱ مذکورہ حدیث حسب ذیل کتاب میں بھی نقل کی گئی ہے: القول الفصل حضرمی؛ ج ۱، ص ۴۶۶۔ متقی بندی؛ کنز العمال ج ۱۶، ص ۳۴۱۔

۲۔ میرا احترام

۳۔ میرے اہل بیت کا احترام^۱۔

ساتھویں حدیث :

ساری دنیا میں سب سے بہتر بنی ہاشم میں اخرج الدیلمی، عن علیؑ قال: قال رسول اللہ ﷺ : (خیر الناس العرب، وخیر العرب القریش، وخیر قریش بنو ہاشم)

دیلمی نے حضرت علیؑ سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلامؐ نے فرمایا: تمام انسانوں میں سب سے بہتر انسان عرب میں^۲، اور عرب میں سب سے بہتر قریش میں، اور قریش میں سب سے بہتر بنی ہاشم میں^۳ (ہذا آخرہ والحمد للہ وحدہ) اسناد و مدارک کی تحقیق:

^۱ مذکورہ حدیث حسب ذیل کتاب میں بھی نقل کی گئی ہے: مجمع الزوائد ج ۹، ص ۶۸۔ الصواعق المحرقة ص ۹۰۔
^۲ جیسا کہ ہم نے گزشتہ بحث میں کہا کہ اس طرح کی تمام حدیثیں جو قوم پرستی اور ذات پات کی برتری پر مشتمل ہوں وہ محل اشکال ہیں، کیونکہ قرآن اور حدیث کی رو سے تقویٰ اور پرہیز گاری کی بنا پر برتری ہوتی ہے۔ مترجم۔
^۳ مذکورہ حدیث دیلمی کی کتاب کے علاوہ حسب ذیل کتابوں میں بھی نقل کی گئی ہے: کنز العمال ج ۱۶، ص ۳۴۱۔ الانساب ج ۱، ص ۱۵۔ دیلمی؛ جنت الفردوس ص ۵۷۔ البتہ مذکورہ حدیث کو دیلمی نے اپنی کتاب میں ایک دوسری جگہ اس طرح بھی نقل کیا ہے: ((خیر الناس العرب، وخیر العرب القریش، وخیر قریش بنو ہاشم، وخیر العجم فارس وخیر السودان النوبة وخیر الصبغ العصفروخیر الخضاب الحناوالکتم وخیر المال العقر)) رسول اسلامؐ نے فرمایا: تمام انسانوں میں سب سے بہتر عرب ہیں، اور عرب میں سب سے بہتر قریش ہیں، اور قریش میں سب سے بہتر بنی ہاشم ہیں، اور عجمیوں میں سب سے بہتر فارس ہیں، اور سیاہ فام لوگوں میں سب سے بہتر مقام نوبہ کے سیاہ فام ہیں، اور رنگوں میں سب سے بہتر رنگ زرد ہے، اور خضاب میں سب سے بہتر خضاب حنا اور وسمہ کا ہے، اور مال میں سب سے بہتر مال نقد ہے۔ محترم قارئین! اس حدیث کے مضمون کا مطالعہ کرنے بعد کیا کسی طرح کا اس میں شک و شبہ باقی رہ جاتا ہے کہ یہ حدیث جعلی اور گڑھی ہوئی نہیں ہے؟! میں تو نہیں سمجھتا کہ کوئی بھی عاقل مسلمان اس حدیث کو صحیح سمجھتا ہوگا۔ مترجم۔

آغاز ترجمہ: ۱۰ ذی الحجہ بروز جمعہ ۴۱۲۵ ھ۔ اختتام ترجمہ: ۱۸ ذی الحجہ بروز شنبہ ۱۴۲۵ ھ۔ مطابق ۲۹ جنوری ۲۰۰۵ء۔ ۳۱۸۳ ش ھ۔ تکمیل و تنظیم ۸، محرم الحرام ۱۴۲۶ ھ۔

کتاب کے مدارک و مآخذ

- منہج النقد ----- نور الدین عتر
- علوم الحدیث و مصطلحتہ ----- دکتہر صبحی الصلح
- نہایۃ الدرایۃ: ----- ید حسن الصدر الکاظمی
- مقیاس الہدایۃ فی علم الدرایۃ: ----- شیخ عبد اللہ مامقانی
- تاریخ البخاری ----- امام بخاری
- مختصر تاریخ دمشق ----- ابن منثور
- تہذیب التہذیب: ----- ابن حجر عسقلانی
- تذکرۃ تاحنا* ----- ذہبی
- طبقات ابن سعد: ----- ابن سعد
- البحر والحدید ----- ابن ابی حاتم رازی
- تفسیر درم ----- جلال الدین سیوطی
- شواہد التمزیل: ----- حکانی
- مستدرک الصحیحین: ----- حاکم

صواعق محرقة..... ابن حجر

ذخائر العقبی..... محب الدین طبری

الطبقات الشافعية الکبری..... تاج الدین سبکی عبد الوهاب بن علی

الاعلام..... زرکلی

شذرات الذهب..... ابن عواد ضنبی

فوات الوفيات..... محمد ابن شاکر کتبی دارانی دمشقی

طبقات الحنابلة..... قاضی ابی الحسن محمد بن ابی یعلی

لسان المیزان..... ابن حجر عتقلانی

مرآة الجنان..... یافعی

اخبار اصفهان..... ابی نعیم

المنتظم..... ابن جوزی

میزان الاعتدال..... شمس الدین ذهبی

النجوم الزاهرة فی..... ابی الحسن جمال الدین اتابکی مشهور به ابن تغری بردی

وفیات الاعیان..... ابن خلکان

الاصابة في تمييز الصحابة----- ابن حجر عسقلاني

جوامع السيرة----- ابن حزم

القد الثمين في اثبات وصاية امير المؤمنين----- شوكانى

نكت الهميان----- خليل صفدى

حلية الاولياء----- حافظ ابو نعيم اصفهاني

الاستيعاب----- ابن عبد البر نمرى قرطبي

اسد الغابة في معرفة الصحابة----- ابن اثير جزري

كتاب اعيان الشيعة----- سيد محسن امين عاملي

معجم الكيصر----- طبراني

مجمع الزوائد----- ابن حجر عسقلاني

الفصول المهمة----- ابن صباغ مالكي

الجامع لاحكام القرآن----- قرطبي

تفسير كشاف----- امام جلال الله محمود بن عمر زحشرى

اعراف الراغبين----- ابن صبان

ارشاد العقل السليم-----

مسند امام احمد بن حنبل----- احمد بن حنبل

تفسير طبري----- ابی جعفر محمد بن جریر طبری

تفسير ابن كثير----- ابن كثير

نزل الابرار باصح من مناقب اهل البيت الاطهار----- محمد بدخشي حارثی

مناہج المودة----- سليمان ابن قدوزی

بالغدير----- علامه امینی

فضائل النخبة من الصحاح الستة----- سيد فيروز آبادی

اعلام المحدثين----- عبد الماجد غوری

الجامع الصحيح (ترمذی شریف)----- ترمذی

کنز العمال----- علاء الدین متقی ہندی

مشكاة المصابيح----- خطیب تبریزی

تاریخ بغداد----- خطیب بغدادی

بتان المحدثين----- عبدالعزیز بن احمد بن دہلوی

عین المیزان۔

صحیح مسلم — امام محمد مسلم

سنن بیہقی..... بیہقی

[illegible]

العقد الفريد..... ابن عبد ربہ اندلسی

معجم البلدان ----- ياقوت حموى

مسند ابویعلیٰ _____ (قلمی نسخہ، ظاہریہ لائبریری دمشق)

طبقات ابن سعد..... ابن سعد

منتخب کترا العمال..... منشی ہندی

جامع الاصول فی احادیث الرسول ----- ابن اثیر جزری

صحیح بخاری ----- امام بخاری

کتاب السيرة ----- ملاقاری

مسند الفردوس ----- (قلمی نسخہ لالہ لی لائبریری) دہلی

اللباب فی تہذیب الانساب ----- ابن اثیر جزری

کنوز المحتائقین ----- مناوی

الظہان الی زوائد ابن حبان ----- بیٹھی

الخصائص الکبریٰ ----- سیوطی

فی رحاب ائمة اہل الیست -----

شعب الایمان ----- بیہقی

الشرف المؤبد ----- نہانی بیرونی

فہرست ندیم ----- ندیم

معجم المؤلفین ----- عمر رضا کمالہ

زوائد مسند بزار ----- بکر احمد بن عمر بزار

مرقاۃ المفاتیح -----

لمعجم الصغير..... طبرانی

المعجم الاوسط..... طبرانی

جواهر القدين (قلمی نسخہ، ظاہریہ کتاب خانہ دمشق)..... مہودی

صفوة الصفوة..... ابن الجوزی

تاریخ طبری..... ابی جعفر محمد بن جریر طبری

مقتل الخوارزمی..... خوارزمی

التدوین..... رافعی

الانساب..... سمعی

فیض التقدير..... عبدالرؤوف مناوی

غایۃ النہایۃ..... دین محمد ابن جزری

الدرۃ الیتیمۃ فی بعض فضائل الیدۃ العظیمۃ.....

الافراد..... دارقطنی

المتفق..... خطیب بغدادی

کفایۃ الطالب..... گنجی شافعی

الفتاوى الحداثية..... بن حجر ميثي

الفتح الكبير..... بهاني

البداية والنهاية..... ابن كثير دمشقي

جنت الفردوس..... ديلمي

تاريخ مدينة دمشق..... ابن عساكر

مشكل الآثار..... امام ابى جعفر طحاوي

الرياض النضرة..... محب الدين طبري

مصانج الستة..... بغوي

المواهب اللدنية..... احمد قطلاني

رجال قيسراني..... قيسراني